http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوت

جلد نمبر ۱۸ | ۱۰تا۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۵ جون تا یکم جولائی ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۵

عمل کا معیار

ماہ ربیع الاوّل اور ہماری ذمّہ داریاں

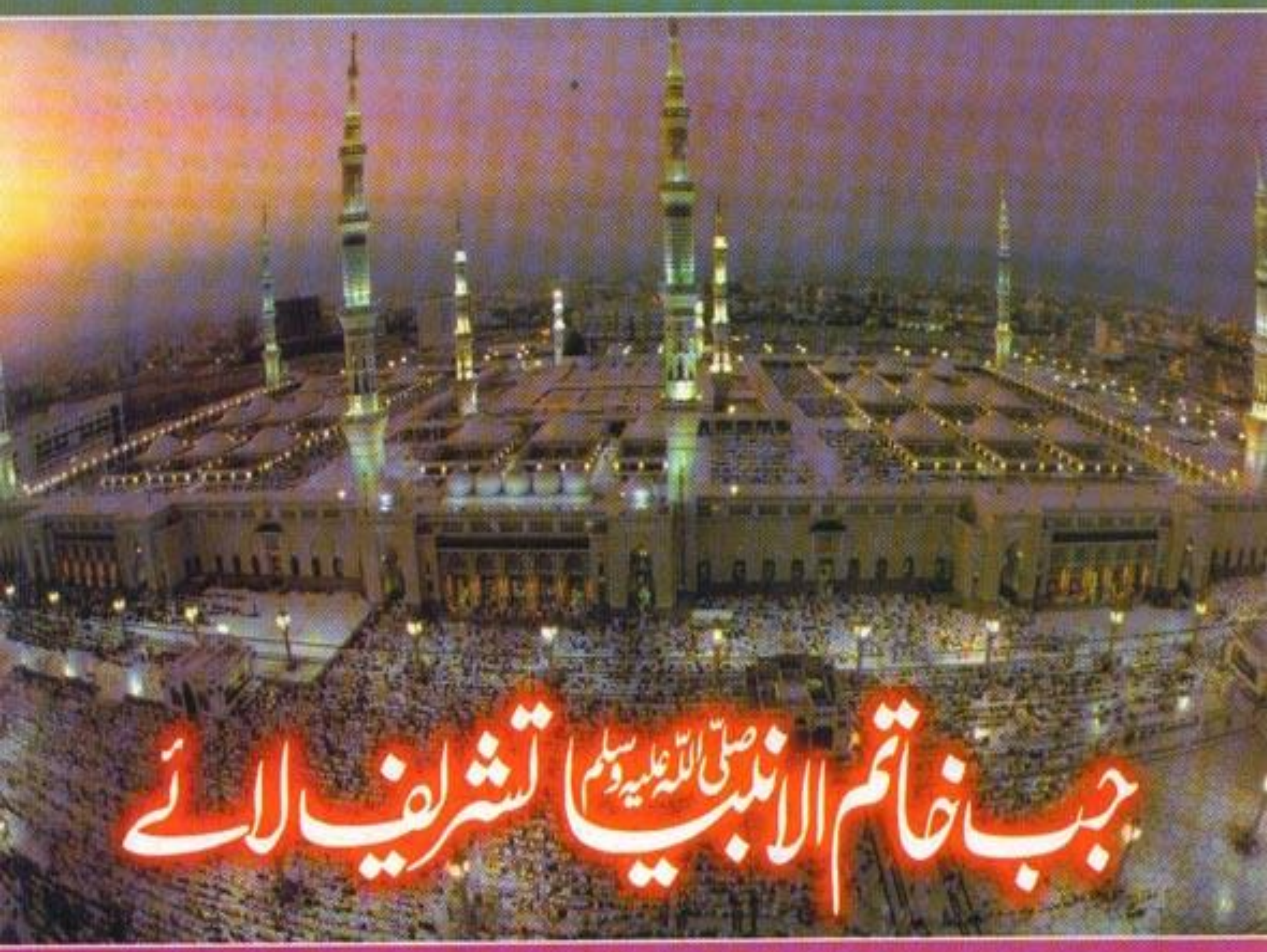

کذاب مدعیانِ نبوت
ائمہ عظام اور اکابر علماء اسلام کے فیصلے

مرزا قادیانی ایک خاندانی غدّار

مُردہ ٹیکس
ایک دیہاتی اور مجاور کے درمیان مکالمہ

قیمت: ۵ روپے

منت کے نفل جتنے یاد ہوں اتنے ہی پڑھے جائیں :

س..... اگر کسی مشکل کے لئے نوافل مانے ہوں اور انسان یہ بھول جائے کہ معلوم نہیں کتنے نفل مانے تھے اور کس مقصد کے لئے مانے گئے تھے۔ اگر اب پڑھنے ہوں تو ان کی نیت کیسے کی جائے اور تعداد کیسے معلوم ہو کیا ہم ان نوافل کے بجائے کوئی صدقہ وغیرہ کر سکتے ہیں؟

ج..... اتنے نفل ہی پڑھے جائیں ذرا حافظے پر زور ڈال کر یاد کیا جائے۔ جتنے نفلوں کا خیال غالب ہو اتنے پڑھ لئے جائیں۔ نفل ہی پڑھنا واجب ہے۔ ان کی جگہ صدقہ دینے سے وہ منت پوری نہیں ہوگی۔

قرآن مجید ختم کروانے کی منت لازم نہیں ہوتی :

س..... جب ہم کسی کام کے پورا ہونے کے لئے منت مانتے ہیں کہ فلاں کام پورا ہونے پر ہم قرآن شریف ختم کروائیں گے۔ اس کے لئے محلّہ والوں کو بلا کر حافظوں سے قرآن شریف ختم کروایا جاتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکیلا آدمی قرآن شریف ختم کر سکتا ہے اور یہ کہ کتنے دنوں کے اندر قرآن شریف ختم کرنا چاہئے؟

ج..... منت کے لازم ہونے کی حضرات فقہاء نے خاص شرطیں لکھی ہیں۔ اگر وہ شرطیں نہ پائی جائیں تو منت لازم نہیں ہوتی۔ ان شرطوں کے مطابق اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں قرآن شریف ختم کراؤں گا تو اس سے منت بھی لازم نہیں ہوتی۔ اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

گیارہویں، بارہویں کو نذر و نیاز کرنا :

س..... کیا گیارہویں اور بارہویں شریف پر روشنی کرنا ان دونوں فاتحہ کرنا، یا نذر و نیاز کرنا باعث ثواب، خیر و برکت ہے؟ اگر نہ کرے تو گناہ تو نہیں ہے؟

ج..... مختصر یہ ہے کہ شریعت نے صدقہ خیرات اور ایصال ثواب کی ترغیب دی ہے۔ مگر یہ طریقے لوگوں کے خود تراشیدہ ہیں اس لئے ان چیزوں کا کرنا جائز نہیں اور ناجائز چیزوں کی نذر ماننا بھی گناہ ہے۔ اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔

خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں :

س..... میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوا دیتی ہوں فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں۔ میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں؟

ج..... جو فرق انسان اور کتے میں ہے وہی انسان اور کتے کو دی گئی "خیرات" میں ہے۔ اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرور تمند اور محتاج ہیں مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے۔ دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہئے' اسی طرح "فی سبیل اللہ" کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مگر آپ کے صدقہ کا مستحق صرف کتا ہی رہ گیا ہے۔

صدقہ کب لازم ہوتا ہے :

س..... صدقہ کن اوقات میں لازمی دیا جاتا ہے اور وہ چیز جس پر صدقہ دیا جاتا ہے اس کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہئے؟

ج..... زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر، قربانی، نذر، کفارہ یہ تو فرض یا واجب ہیں ان کے علاوہ کوئی صدقہ لازم نہیں۔ ہاں کوئی شخص بہت ہی ضرور تمند ہو اور آپ کے پاس گنجائش ہو تو اس کی اعانت لازم ہے۔ عام طور سے نفلی صدقہ مصائب اور مشکلات کے رفع کرنے کے لئے دیا جاتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔

چوری کے مال کی واپسی یا اس کے برابر صدقہ :

س..... کسی شخص نے کسی چیز کی چوری کی اور چوری کرنے کے بعد اس کو یہ خیال آیا کہ ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا لیکن جس جگہ سے وہ شئے ناجائز طور پر حاصل کی گئی تھی وہاں اس کا پہنچانا بھی ممکن نہ ہو تو کیا اس کی قیمت کے مساوی رقم خیرات کر دینے کے بعد وہ مال تصرف میں لایا جا سکتا ہے؟

ج..... اگر اس شخص کا پتہ معلوم ہے تو وہ چیز یا اس کی قیمت اس کو پہنچانا لازم ہے، رقم بھیجنے میں تو کوئی اشکال نہیں بہر حال اگر اس شخص کا پتہ نشان معلوم ہو تو اس کی طرف سے قیمت صدقہ کر دینا کافی نہیں بلکہ اس کو پہنچانا ضروری ہے اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارث اگر معلوم ہوں تو ہر وارث تک اس کا حصہ پہنچانا لازم ہے۔ اگر اس کا پتہ نشان معلوم نہ ہو تو اس کی طرف سے اس چیز کو صدقہ کر دیا جائے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ۱۸ | ۱۰ تا ۱۶ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۵ جون تا یکم جولائی ۹۹ء | شمارہ ۵

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ
فیصل عرفان

اس شمارے میں

بھارت سے جنگ کا خطرہ!	(حق بات)	4
کذاب مدعیان نبوت ..... ائمہ عظام اور اکابر علماء اسلام کے فیصلے	(اشتیاق احمد)	6
مرزا قادیانی ..... ایک خاندانی غدار	(محمد طاہر رزاق)	8
مردہ گیس	(محمد حنیف ندیم)	11
عمل کا معیار	(ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر)	13
جب خاتم الانبیاء ﷺ تشریف لائے	(مولانا محمد اشرف کھوکھر)	15
ماہ ربیع الاول اور ہماری ذمہ داریاں	(مولانا محمد صابر)	19
شرعی حجاب کی افادیت و اہمیت	(بنت سعید احمد)	22
رسول آخر الزماں ﷺ کا انداز گفتگو	(پروفیسر حمزہ خانم)	25
تبصرہ کتب	(مولانا اشرف کھوکھر)	26
اخبار ختم نبوت ..... آزاد کشمیر کی ڈائری		25

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ، ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک، ۶۰ امریکی ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹/۷۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9, 9HZ, U.K.
PHONE: 0171-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھارت سے جنگ کا خطرہ!

بھارت کی درندہ حکومت نے پچاس سال تک کشمیریوں پر جو ظلم کئے اس نے کشمیریوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور اس سال مجاہدین نے کارگل کے محاذ پر بھارت کی سپلائی لائن پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے بھارت پاکستان کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ نہ ہو جائے اس لئے اس وقت قوم کو سنجیدہ ہو کر بھارت کی اس جنگی تیاریوں کا جواب دینا ہے۔ ہم اس موقع پر حکومت سے اپیل کریں گے کہ وہ اس نازک موقع پر اسلام اور پاکستان دشمن قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نگاہ رکھے اور ان کی سازشوں سے باخبر رہے کہیں وہ بھارت کے ساتھ تعاون کر کے اور جنگی راز پہنچا کر پاکستان کو نقصان نہ پہنچائیں۔ پہلی کشمیر کی جنگ میں قادیانیوں نے ہندوستان کا ساتھ دیا۔ ۱۹۷۱ء میں یحییٰ خان کے تمام مشیر قادیانی تھے جنہوں نے سقوط مشرقی پاکستان کے المیہ کا داغ پاکستانیوں کے چہروں پر لگایا۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۱ء میں بھی قادیانیوں نے بہت غداری کی اس وقت یہ ملک کی تینوں مسلح افواج میں موجود ہیں۔ گزشتہ دنوں قادیانیوں نے چیف جسٹس کے ساتھ مل کر موجودہ حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کی اس نازک مرحلہ پر وہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے اس لئے ان سے بہت باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔

شیخ بن باز کی رحلت

گزشتہ دنوں سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ بن باز دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ شیخ باز بہت نفیس عالم تھے، حنبلی المسلک ہونے کے باوجود وہ تعصب سے بالاتر تھے۔ سعودی عرب اور بیرون دنیا میں دین اسلام کی اشاعت میں ان کا اہم کردار تھا۔ سعودی عرب کی اسلامی حیثیت کو برقرار رکھنے میں ان کی جدوجہد کو بہت زیادہ دخل ہے، مظلوم امت کے لئے انہوں نے بہت تعاون کیا، کشمیر، فلسطین، بوسنیا، برما اور افغانستان کے جہاد میں ان کی قابل قدر خدمات ہیں۔ تبلیغی جماعت کی خدمات کو وہ تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کی رحلت عالم اسلام کے لئے عظیم صدمہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات عالیہ بلند فرمائے اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ (آمین)

چناب نگر میں مسلمانوں پر مظالم

قادیانیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کی بنیاد ظلم اور لالچ پر رکھی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے روپے پیسوں کی لالچ دے کر اپنے مذہب کی تبلیغ کا آغاز کیا، مسلمانوں کے ایمان کا سودا کر کے انگریز حکومت سے مراعات لیں، کروڑوں روپے حاصل کئے، قادیان میں ایک بہت بڑی جاگیر حاصل کر کے اس میں قادیانی ہونے والوں کو آباد کیا اور کسی فرد کو اس کی ملکیت نہیں دی تاکہ بلیک میلنگ کرتے رہیں۔ جن لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقت معلوم ہو جاتی اور وہ اس سے نکلنے کی کوشش کرتے ان کو تنگ کیا جاتا اور ان کو مکان وغیرہ سے بے دخل کر دیا جاتا یا ان کو مار دیا جاتا، مجلس احرار اسلام کے شعبہ ختم نبوت نے قادیان میں دفتر کھولا تو اس کو توڑ پھوڑ دیا اور ان کے مبلغ مولانا کو زدوکوب کیا گیا۔ مارنے اور قتل کرنے کی کوشش کی، حکومت کے ذریعہ جیلوں میں بند کیا گیا، شعبہ ختم نبوت نے قادیان میں جلسے کی اجازت مانگی تو پورا قادیان حرکت میں آگیا۔ انگریز حکومت کو درخواستیں دی گئیں اور شعبہ ختم نبوت کو جلسہ کرنے نہیں دیا گیا، قادیان سے باہر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جلسہ کیا تو ان کے خلاف مقدمات بنائے گئے یہ صورتحال پاکستان قائم ہونے تک رہی۔ پاکستان بننے کے بعد خیال تھا کہ اب اسلامی مملکت قائم ہو گئی ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو پابند کیا جائے گا اور مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحت آزادی حاصل ہو گی لیکن انگریزوں کے ٹوڈیوں نے یہاں بھی مکر و فریب اور ظلم و ستم کا جال پھیلایا ظفر اللہ قادیانی جس نے مسلم لیگ کا مقدمہ لڑتے ہوئے قادیانیت کا مقدمہ لڑا۔ تقسیم پاکستان کے مسئلہ کو خراب کیا، کشمیر میں اپنا الگ موقف پیش کیا اپنا نقشہ بنا کر انگریزوں کو دیا، قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست سے الگ لکھوایا۔ غرض پاکستان کو نقصان پہنچانے اور انگریزوں اور ہندوؤں کو فائدہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اس کے باوجود اس کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا گیا اور مرزا بشیر الدین جس نے اکھنڈ بھارت کے لئے قیام پاکستان تک ہی جدوجہد نہیں کی بلکہ پاکستان بننے کے بعد بھی یہ بد خبریاں سنائیں کہ عنقریب یہ عارضی تقسیم ختم ہو جائے اور ہم دوبارہ قادیان جائیں گے۔ اس لئے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تمام لاشیں امانت کے طور پر دفن کیں ان کو حکومت

پاکستان نے ایک روپے ایکڑ کے حساب سے دریائے چناب کے ایک کنارے چنیوٹ سے متصل ایک ہزار رقبہ الاٹ کر دیا جس کا نام چک ڈھگیاں تھا۔ قادیانیوں نے اس کا نام ربوہ بدل دیا اور اس کو قادیانی اسٹیٹ بنا دیا۔ اس میں کسی مسلمان کو بسنے کی اجازت نہیں تھی اس میں رہنے والوں کو ہر طرح سے جکڑ دیا گیا تمام انتظامیہ قادیانی افسران پر مشتمل تعینات کی گئی اس حد تک ان کا کنٹرول تھا کہ اگر کوئی قتل ہو جاتا تو اس کی ایف آئی آر کٹ نہیں سکتی تھی کوئی مسلمان افسر آ جاتا تو اس کو تنگ کر کے بھگا دیا جاتا اس ریاست میں قادیانیت کی کھلے عام زبردستی تبلیغ کی گئی اور قادیانیوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس بہروپیہ کے مذہب پر رہیں ورنہ ان کا جینا دوبھر کر دیا جائے گا۔ مرزا بشیر الدین جو حد درجہ عیاش تھا اس نے یہاں پر عیاشی کے اڈے کھول دیئے اور جو اس ظلم اور عیاشی کے خلاف ان کا سرکردہ آدمی آواز اٹھاتا اس کے خلاف عجیب عجیب کارروائیاں ہوتیں، گھر جلائے جاتے، قاتلانہ حملے ہوتے بیٹیوں کو اٹھایا جاتا ان کے ساتھ منہ کالا کیا جاتا۔ غرض یہ بدمعاشی اور حملہ کی کھلے عام اجازت تھی کلیدی آسامیوں پر ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی، چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا محمد سلیم اختر لکھتے ہیں:

"۱۹۱۵ء میں خلیفہ نورالدین کے بیٹے کا بائیکاٹ کیا گیا تاکہ وہ خلیفہ نہ بنے بازار والوں کو منع کر دیا گیا کہ ان کو سودا سلف نہ دیں، دودھ لانے والوں کو روک دیا گیا گھر کے اردگرد غنڈے بٹھا دیئے گئے جو رات کو ان کے صحن میں اتر کر رقص کرتے اللہ یار بلوچ نامی آدمی کو ان کی حالت دیکھ کر رحم آیا اور ان کو کچھ کھانے پینے کی اشیاء پہنچا دیں، خلیفہ صاحب کو خبر ہوئی تو غنڈوں نے خلیفہ صاحب کے حکم پر بھرے بازار میں اس کو مار مار کر پسلیاں توڑ دیں۔"

"میاں محمود کے چھوٹے بھائی میاں شریف کی فوتگی پر میاں عبدالمنان عمر نے لاہور سے تعزیت کے لئے ربوہ آنا تھا ان کے کسی دوست نے اطلاع دی کہ آپ کے قتل کا منصوبہ بن چکا ہے اور تابوت تیار ہو چکا ہے کہ دریائے چناب میں کس طرح آپ کو بہانا ہے، وہ دن ہی دن میں چلے گئے، رات کو ان کے گھر چھاپہ مار کر تلاشی لی گئی، ناگزیر حالات کی وجہ سے میں نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو میرے قتل کی سازش کی گئی۔ بہانے سے بلایا گیا اور زہر دینے کی کوشش کی خدا نے مجھے بچا لیا۔"

(قادیانیت سے اسلام تک ص ۱۰۵ تا ۱۱۰)

بشیر احمد مصری اپنی داستان کے تحت لکھتے ہیں:

"میں ایک ۱۸ برس کا صحیح الجسم اور کسرتی نوجوان تھا، جبکہ مجھے خلیفہ قادیان بشیر الدین محمود کا پیغام ملا کہ وہ کسی نجی کام کے سلسلہ میں بلاتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا کہ جب کہ میں اس شخص کو نیم دیوتا سمجھا کرتا تھا اور اس جذبہ کے تحت میں نے اس پیغام کو باعث عزت و فخر کے طور پر لیا مجھے گمان ہوا کہ "حضور" میرے ذمہ کوئی ایسا ہی کام لگانا چاہتے ہیں جو رازدارانہ قسم کا ہوگا۔ ہماری پہلی ملاقات باضابطہ اور مقررہ اسلوب کے مطابق رہی، خلیفہ مجھ سے ادھر ادھر کے ذاتی سوالات پوچھتا رہا اور میں باادب و احترام جواب دیتا رہا، رخصت ہوتے وقت مجھے یہ "حکم" دیا گیا کہ میں اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کروں اور دوسری ملاقات کا تعین کر دیا اس کے بعد مزید ملاقاتیں بتدریج غیر رسمی ہوتی گئیں اور مجھے رغبت دلائی گئی کہ میں ایک مخصوص "حلقہ داخلی" میں شامل ہو جاؤں۔ پتہ چلا کہ اس نیم دیوتا نے زناکاری کا ایک خفیہ اڈہ بنا رکھا ہے، جس میں منکوحہ، غیر منکوحہ حتیٰ کہ محرمات کے ساتھ کھلے بندوں زناکاریاں ہوتی ہیں اس عیاشی کے لئے اس نے دلالوں اور کٹنیوں کی ایک منڈلی منظم کر رکھی ہے جو پاکباز عورتوں اور معصوم دوشیزاؤں کو بہلا پھسلا کر مہیا کرتی ہے جو عورتیں اس طرح ورغلائی جاتیں وہ اکثر ان خاندانوں کی ہوتی تھیں جو اقتصادی لحاظ سے جماعتی نظام کے دست نگر ہوتے تھے یا جن کے دماغ اندھی تقلید سے معطل ہو چکے تھے اس کے علاوہ اور بہت سی وجوہات اور مجبوریاں بھی تھیں جن کے باعث بہت سے لوگ اس ظالمانہ فریب کے خلاف مزاحمت کی طاقت نہ رکھتے تھے گاہے بگاہے جب بھی کوئی ایسا شخص نکلا، جس نے سرکشی کی تو اس کا منہ بند کرنے کے لئے اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا اس کا مقاطعہ کر دیا جاتا یا شہر بدری کا حکم صادر ہو جاتا اور اس کے خلاف منظم طریق طنز و استہزا کی مہم شروع کر دی جاتی تاکہ اس کی بات پر کوئی بھروسہ نہ کرے۔ مرزا خاندان مذہبی اثر و رسوخ کے علاوہ قادیان اور گرد و نواح کی اکثر زمینوں پر حقوق جاگیرداری بھی رکھتا تھا اور روحانی عقیدت کے ساتھ ساتھ ساکنان قادیان، قوانین جاگیرداری میں بھی جکڑے ہوئے تھے۔ اپنے مکانوں کی زمینیں خریدنے کے باوجود بھی مقبوضہ ہی رہتے تھے، یہ وہ لوگ تھے جو اپنا سب کچھ بیچ کر قادیان کی نام نہاد مقدس بستی میں اپنے دینی جذبوں کو بسانے کے لئے لائے تھے اس قسم کے حالات میں اور خصوصاً اس زمانہ میں کون جرأت کر سکتا تھا کہ اس خاندان کا مقابلہ کرے، جن لوگوں نے ذرہ بھی صدائے احتجاج بلند کی وہ یا تو اس طرح مروا دیئے گئے کہ ظاہراً کسی حادثہ سے مرے ہوں اور یا پھر ایسے لاپتہ ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا، جب یہ سب ستم ہائے ناپارسائی ہو رہے تھے مسلمان علماء سادگی میں یہ گمان کئے بیٹھے کہ مرزائی کو عقائد کی رو سے مناظروں اور مباحثوں کے میدانوں میں شکست دے دیں گے۔"

یہ تو صرف چند نمونے ہیں ورنہ پوری قادیانیت کی تاریخ کھلے ستم سے بھری ہوئی ہے۔ ربوہ میں نومسلم قادیانی عورت پر قادیانیوں نے کھلے بازار ظلم کر کے تاریخ کو ایک دفعہ پھر دہرا لیا ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر مجرموں کو سزا دی جائے، ورنہ مسلمان اب خود ہی اس کا بدلہ لینے پر مجبور ہوں گے جو حکومت اور قادیانیوں کو بہت مہنگا پڑے گا۔

کذاب مُدعیانِ نبوّت

ائمہ عظام اور اکابر علمأ اسلام کے فیصلے

جناب اشتیاق احمد

☆امام ابو حنیفہ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا:

"مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔"

اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا:

"جو شخص اس سے نبوت کی کوئی نشانی طلب کرے گا' وہ بھی کافر ہو جائے گا...... کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں: "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

☆علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ تا ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں فرماتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کو ختم کر دیا' اس پر مہر لگا دی' اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔"

☆امام طحاوی (۲۳۹ تا ۳۲۱ھ) اپنی کتاب عقیدہ سلفیہ میں بیان کرتے ہیں:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے' چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیأ' متقیوں کے امام' سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔"

☆علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ تا ۴۵۴ھ) لکھتے ہیں:

"یقیناً وحی کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے' دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی صرف ایک نبی کی طرف آتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ: "محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔"

☆ امام غزالیؒ (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا' نہ رسول' اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔"

☆ محی السنہ بغوی (وفات ۵۴۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں:

"اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا' پس آپ انبیأ کے خاتم ہیں اور حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔"

☆ علامہ زمخشری (۴۶۷ھ تا ۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

"اگر تم کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے' اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔"

☆ قاضی عیاضؒ (وفات ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

"جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی اپنی کوشش سے نبی بن سکتا ہے اور دل کی صفائی کے ذریعے سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے' جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے' ایسے سب لوگ کافر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے ہیں' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا ہے۔ اور تمام امت کی اس بات پر ایک رائے ہے کہ یہ کلام ظاہری مفہوم کے مطابق ہے...... اس کے کوئی ڈھکے چھپے معنی اور مطالب نہیں ہیں' نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے...... لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔"

☆ علامہ شہرستانی (وفات ۵۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

"اور اسی طرح جو کہے...... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔"

☆ امام رازیؒ (۶۰۴ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہیں :

"جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو لو وہ اپنی تعلیم میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر سکتا ہے لیکن جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو' وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے' کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی مانند ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کی اولاد کا کوئی ولی اور سرپرست اس کے بعد نہیں۔"

☆ علامہ بیضاویؒ (وفات ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں :

"یعنی آپ انبیاً میں سب سے آخری نبی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سلسلہ ختم کردیا' جس سے انبیاً کے سلسلے پر مہر کردی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونے سے عقیدۂ ختم نبوت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا' کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔"

☆ علامہ حافظ الدین النسفی (وفات ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں :

"آپ خاتم النبیین ہیں' یعنی نبیوں میں سب سے آخری' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا' رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاً میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو اس طرح گویا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد میں سے ہیں۔"

☆ علامہ علاؤالدین بغدادی وفات (۷۲۵ھ) اپنی تفسیر خازن میں لکھتے ہیں :

"وخاتم النبیین" یعنی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کردی" اب نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا' نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اس میں شریک ہوگا..... "وکان اللہ بکل شئی علیما" یعنی "یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

☆ علامہ ابن کثیر (وفات ۷۷۴ھ) اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں :

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں' جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول کا درجہ تو بلند ہے۔ رسول کا منصب خاص ہے' نبی کا منصب عام' ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا' مفتری' دجال گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ چاہے وہ کیسے ہی شعبدے' کرشمے' جادو اور طلسم بنا کر لے آئے..... یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا دعویٰ کرے۔"

☆ علامہ ابن نجیم (وفات ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں :

"اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں' کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے۔"

☆☆..........☆..........☆☆

بقیہ : ماہ ربیع الاول

ہم کو در حقیقت ان سے غلامی کا ادنیٰ سا تعلق ہوتا تو ہماری دینی حالت ہرگز اس قدر تباہ نہ ہوتی' ہم ان کی لائی ہوئی شریعت سے ایسے بیگانہ نہ ہوتے ہم نماز کے عادی ہوتے اور زکوٰۃ پر ہمارا عمل تقویٰ شعار ہوتا' اور اتباع سنت ہمارا طرۂ امتیاز ہوتا ہم حرام و حلال میں فرق کرتے' بلکہ مواقع شبہات سے بھی بچتے' ہماری زندگی نمونہ ہوتی صحابہ کرامؓ کا اور ہمارا ہر عمل مرقع ہوتا اسلام کا۔ پس جبکہ ہمارا یہ حال نہیں ہے' ربیع الاول کے موقع پر ہماری عشق و محبت کی نمائش محض فریب نفس ہے جو اپنے آپ کو ہم دھوکہ دے رہے ہیں' یا اپنے احباب کو' خداوند علیم و خبیر ہمارے اس فریب میں نہیں آسکتا' اور نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم ان خالی مظاہروں سے دھوکا دے سکتے ہیں اس لئے ہم اپنی ان رسمی مجلسوں کی آرائش سے پہلے اپنے اجڑے ہوئے دل کی خبر لیں اور قندیلوں کے روشن کرنے کی بجائے اپنے قلوب کو نور ایمان سے منور کرنے کی فکر کریں' اغیار کی تقلید میں نقلی پھولوں کے گلدستے سجاتے ہیں' مگر ہماری حسنات کا جو گلشن اجڑ رہا ہے اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کرتے' ہم ربیع الاول کی برکتوں اور رحمتوں کا تصور کرکے مسرت کے ترانے گاتے ہیں' لیکن اپنی اس بربادی پر ماتم نہیں کرتے کہ ہمارا خدا ہم سے روٹھا ہوا ہے' اور ہمارے اعمال صالحہ کا پھول مرجھا رہا ہے' اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ ہم غافل ہیں۔"

اللہ رب العزت ہمیں خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و اتباع نصیب فرمائے۔

(آمین)

مرزا قادیانی ـــ ایک خاندانی غدّار

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے' قادیانیت ملک عزیز اور ملت اسلامیہ کے لئے ایک مہلک اور خطرناک ناسور ہے' پاک سرزمین اس وقت تک امن وامان کا گہوارہ نہیں بن سکتی جب تک قادیانیت کے بدبودار لاشہ کے تعفن سے پاک نہیں ہو جاتی' جناب محمد طاہر رزاق صاحب کی فکرانگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں.........(مدیر)

جناب محمد طاہر رزاق

انگریز غلام ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں پر "جھوٹی نبوت" کی کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کر چکا تھا' منصوبہ مکمل ہو چکا تھا' صرف اس شخص کی تلاش تھی جسے نبی بنانا تھا' اور اس سے دعوئی نبوت کرانا تھا' انگریز نے ہندوستان سے اپنے چند اہم غداروں کو بلایا' ایک خفیہ میٹنگ ہوئی' انگریز نے انہیں جھوٹی نبوت کے سارے منصوبے سے آگاہ کیا' اور انہیں ترغیب دی کہ ان میں سے کوئی شخص دعوئی نبوت کرے' یہ بات سن کر بڑے بڑے غدار کانپ اٹھے' وہ فرنگی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے:

"جناب! ہم آپ کے غلام ہیں' ہم ضمیر فروش ہیں' ہم ملت فروش ہیں' ہم غیرت فروش ہیں' ہم نے اپنی دھرتی ماتا کا خون پیا ہے' ہم نے اپنے وطن کے مجاہدوں کو غلامی کی زنجیریں پہنائی ہیں' اذیت ناک سزائیں دلوائیں ہیں' ہم نے آپ کو انتہائی سستے فوجی سپاہی بھرتی کے لئے دیے ہیں' لیکن اس کام کی ہم میں ہمت نہیں' اس کے تصور سے ہی ہم جیسے بے ضمیر بھی لرز لرز جاتے ہیں' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت ختم نبوت پر اپنے غلیظ قدم نہیں رکھ سکتے' ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کو نوچ نہیں سکتے' ہم قرآن و حدیث پر تحریف کی قینچی نہیں چلا سکتے' ہمیں معاف کر دیجئے' یہ کہہ کر بڑے بڑے غدار انگریز کے قدموں پر گر گئے۔"

اس صورتحال میں ایک کریہہ الصورت اور کانا شخص سینہ تان کر کھڑا ہوتا ہے اور انگریز سے کہتا ہے کہ جناب میں اس کام کے لئے حاضر ہوں' جہاں ان غداروں کی غداریوں کی انتہا ہوتی ہے' وہاں سے میری غداریوں کی ابتدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد اس کریہہ الصورت شخص نے سر جھکائے غداروں کی طرف پلٹتے ہوئے پھنکار کر کہا: "جناب انگریز صاحب! یہ سب غدار تو ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نسلی غدار نہیں جبکہ میں ایک پکا نسلی اور خاندانی غدار ہوں' مجھے غداری وراثت میں ملی ہے' غداری میرے خون میں شامل ہے' غداری میری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے' میرا سارا وجود غداری کی کمائی سے پلا ہوا ہے' میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ ایک تاریخ ساز غدار تھا' میرا بھائی مرزا غلام قادر غداروں کی پیشانی کا جھومر تھا' ان کے مرنے کے بعد یہ خدمات اب میرے ذمہ ہیں' اور میں چوبیس گھنٹے آپ کے اشارہ ابرو پر حاضر ہوں۔"

محترم قارئین! آپ نے پہچانا...... یہ کریہہ الصورت اور کانا شخص کون تھا؟ یہ فخر غداران' مرزا قادیانی تھا۔ مرزا قادیانی' اس کے باپ اور اس کے بھائی نے ملت اسلامیہ کے ساتھ کیا کیا غداریاں کیں' بطور نمونہ ثبوت پیش خدمت ہیں:

☆......"اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا' یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمات بجالاتا رہا' یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا۔" (نور الحق حصہ اول ص ۲۸' مصنفہ مرزا قادیانی)

☆......"پھر جب میرا باپ فوت ہو گیا' تب ان

خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا' جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسے ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا' پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔" (نورالحق حصہ اول ص ۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

☆...... "میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے' میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا' جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی "تاریخ رئیسان پنجاب" میں اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کو مدد دی تھی' یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزرگاہ پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (کتاب البریہ اشتہار ۲۰/ ستمبر ۱۸۹۷ء ص ۳' مصنفہ مرزا قادیانی)

☆...... "سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔" (مرزا قادیانی لیفٹیننٹ گورنر بہادر کے حضور درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۸ تا ۱۱ مئولفہ میر قاسم علی قادیانی)

☆...... "ہمارا جاں نثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلیشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے' ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا۔" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم مصنفہ مرزا قادیانی)

☆...... "مرزا قادیانی کے باپ کے جہنم رسید ہونے پر پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے پاس ۱۹/ جون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا' اس میں تعزیتی کلمات کے بعد لکھا گیا مضمون پیش خدمت ہے:

"مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا' آپ کے خاندان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے' جس طرح تمہارے وفادار باپ کی' کی جاتی تھی۔ ہم کو اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔" (المرقوم ۲۹/ جنوری ۱۸۷۶ء کتاب البریہ مصنفہ مرزا قادیانی)

☆...... "مرزا صاحب مشفقی مہربان' دوستان مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب رئیس قادیان' بعد شوق ملاقات واضح ہو کہ پچاس گھوڑے مع سواران زیر افسری مرزا غلام قادر برائے امداد سرکاری و سرکوبی مفسدان مرسلہ آں مشفق ملاحظہ سے گزرے۔ ہم اس ضروری امداد کا شکریہ ادا کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ سرکار انگریزی آپ کی وفاداری اور جاں نثاری کو ہرگز فراموش نہ کرے گی۔ آں مشفق اس مراسلہ کو مع اظہار خدمات سرکار اپنے پاس رکھیں تاکہ آئندہ افسران انگریزی کو آپ کے خاندان کی خدمات کا لحاظ رہے۔"

فقط

الراقم مسٹر جیمس نسبت صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ضلع گورداسپور

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے والد ماجد تھے' جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر کے موقع پر اپنی گرہ سے پچاس گھوڑے اور ان کا سارا سازوسامان مہیا کر کے اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے تیار کر کے سرکار کی امداد کے لئے پیش کئے تھے۔

از پیش گاہ

مسٹر جیمس نسبت صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ضلع گورداسپور

عزیز القدر مرزا غلام قادر ولد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان!

بمقابلہ باغیاں ناعاقبت اندیش ۱۸۵۷ء آں عزیز القدر نے بمقام میر تھل اور ترموں گھاٹ جو شجاعت اور وفاداری سرکار انگریزی کی طرف سے ہو کر ظاہر کی ہے' اس سے ہم اور افسران ملٹری بدل خوش ہیں۔ ضلع گورداسپور کے رئیسوں میں سے اس موقع پر آپ کے خاندان نے سب سے بڑھ کر وفاداری ظاہر کی ہے۔ آپ کے خاندان کی وفاداری کا سرکار انگریزی کے افسران کو ہمیشہ مشکوری کے ساتھ خیال رہے گا۔ بہ جلدوئے اس وفاداری کے ہم اپنی طرف سے آں عزیز القدر کو یہ سند بطور خوشنودی مزاج عطا فرماتے ہیں۔

المرقوم یکم اگست ۱۸۵۷ء

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام قادر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے جو حضرت صاحب سے چند سال بڑے تھے اور ۱۸۸۳ء میں فوت ہوئے۔

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا قادر خلف مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان

"چونکہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے بمقابلہ باغیان بداندیش و مفسدان بدخواہ سرکار انگریزی غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام ترموں گھاٹ و میر تھل وغیرہ نہایت دلدہی اور جاں نثاری سے مدد دی ہے اور اپنے آپ کو سرکار انگریزی کا پورا وفادار ثابت کیا ہے اور اپنے طور پر پچاس سوار معہ گھوڑوں کے بھی سرکار کی مدد اور مفسدوں کی سرکوبی کے واسطے امداد دیئے ہیں۔ اس واسطے حضور ایں جناب کی طرف سے بنظر آپ کی وفاداری اور بہادری کے پروانہ ہذا اسناد آپ کو دے کر لکھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ سرکار انگریزی اور اس کے افسران کو ہمیشہ آپ کی خدمات اور ان حقوق اور جاں نثاری پر جو آپ نے سرکار انگریزی کے واسطے ظاہر کئے ہیں' احسن طور پر توجہ اور خیال رہے گا اور ہم بھی بعد سرکوبی و انتشار مفسدان آپ کے خاندان کی بہتری کے واسطے کوشش کریں گے اور ہم نے مسٹر نسبت صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھی آپ کی خدمات کی طرف توجہ دلادی ہے۔"

فقط

المرقوم اگست ۱۸۵۷ء

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشندہ از آنجہ کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگہداشت و بہمر سانی اسپان بخوبی مصنفہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدے سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا تعلق اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشا چٹھی صاحب کمشنر بہادر نمبر ۵۷۶ مورخہ ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی وفاداری بنام آپ لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰/ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

مسلمانو! یہ خاندانی غدار' یہ نسلی غدار'

آج بھی اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف پوری قوتوں سے مصروف ہیں اور یہ لوگ کلیدی اور حساس عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں' اور ملک کو تاریک گڑھوں کی طرف لے جارہے ہیں۔

مسلمانو! ہر قادیانی کا مذہبی عقیدہ ہے کہ: پاکستان ٹوٹ جائے گا' اکھنڈ بھارت بنے گا' اس لئے ہر قادیانی پاکستان کا غدار ہے' ہر قادیانی کا وجود پاکستان کے لئے خطرہ ہے' جب تک پاکستان میں قادیانی موجود ہیں' پاکستان کو استحکام نہیں مل سکتا' پاکستان میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا' پاکستان میں فرقہ واریت کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی' پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا' پاکستان میں دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی' پاکستان بیرونی طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بننے سے نہیں بچ سکتا۔

کسی گاؤں کے کنوئیں میں کتا مر گیا'

لوگ گاؤں کے مولوی صاحب کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا' مولوی صاحب نے لوگوں سے کہا کہ کنوئیں کا سارا پانی نکال دو' لوگوں نے سارا پانی نکال دیا' پانی نکالنے کے بعد لوگ دوبارہ مولوی صاحب کے پاس آئے' اور انہیں بتایا! کہ ہم نے سارا پانی نکال دیا ہے اور کنوئیں میں جو نیا پانی آیا ہے' اس میں سے یہ پیالہ بھر کر آپ کے لئے لائے ہیں کہ سب سے پہلے آپ پانی پئیں اور اس کے بعد ہمیں پینے کی اجازت دیں' مولوی صاحب نے پانی پینے کے لئے پیالہ منہ کے قریب کیا' تو انہوں نے دیکھا کہ پیالے میں کتے کے بال تیر رہے ہیں' مولوی صاحب نے پیالہ پرے رکھ دیا اور لوگوں سے پوچھا: کیا تم نے کنوئیں کا سارا پانی نہیں نکالا تھا؟" سارا پانی نکال کر باہر پھینک دیا تھا؟"

سب نے جواب دیا۔

"کتا کہاں پھینکا تھا" مولوی صاحب نے پوچھا

کتا تو کنوئیں میں ہی پڑا ہے' کتے کے بارے میں تو آپ نے کچھ کہا ہی نہیں تھا' سادہ لوح لوگوں نے جواب دیا۔

مولوی صاحب ان کی اس سادہ لوحی پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئے......

عزیز مسلمانو! انگریز جاتے ہوئے پاکستان کے کنوئیں میں "قادیانیت" کا کتا پھینک گیا ہے جس سے پورے ملک کی آب و ہوا میں بدبو و تعفن پھیلا ہوا ہے...... ہم بار بار بدبو سے تنگ آکر کنوئیں کا سارا پانی تو بار بار نکالتے ہیں...... لیکن قادیانیت کا کتا نہیں نکالتے...... ہم ہزار جتن کر لیں...... جب تک یہ کتا پاکستان کے کنوئیں سے نہیں نکلے گا' پاکستان کی آب و ہوا کبھی صاف نہیں ہو گی۔

آؤ مسلمانو! اپنے اتحاد کی قوت سے اس کتے کو کنوئیں سے نکال کر برطانیہ کی گود میں پھینک دیں تاکہ کتا اپنے مالک کے پاس واپس چلا جائے اور ہم کتے کی نجاست سے بچ جائیں!!!

مُردہ ٹیکس

ایک دیہاتی اور مجاور کے درمیان دلچسپ مکالمہ

حافظ محمد حنیف مرحوم ایک طویل عرصہ تک بطور ایڈیٹر ہفت روزہ "ختم نبوت" کی خدمات بجالاتے رہے اور "ختم نبوت" کے معیار کو بلند کیا' موصوف کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک دلچسپ تحریر افادہ عام کے لئے شائع کی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ...... (مدیر)

ایک دیہاتی ربوہ کے بہشتی مقبرہ کے پاس سے گزر رہا تھا اور ایک صاحب مقبرے کے مین دروازے کے ساتھ بیٹھے ہوئے کچھ یوں گنگنا رہے تھے۔

ربا! تیری ہے دہائی
کوئی میت کیوں نہ آئی
کیسے ہوگا گزارا!!
ہائے! کیسے ہوگا گزارا!!

دیہاتی ...... ان صاحب سے مخاطب ہوکر ...... آپ کون ہوتے ہیں؟

وہ صاحب ...... ہم ہیں ...... بہشتی مقبرہ کے مجاور۔

دیہاتی ...... کچھ پریشان سے لگتے ہو' خیر تو ہے؟

مجاور ...... بس نہ پوچھو ...... تین دن ہوگئے کوئی "بہشتی" نہیں آیا۔

دیہاتی ...... بہشتی کون؟

مجاور ...... جاہل معلوم ہوتے ہو ...... ارے! اجڈ کہیں کے ...... مردہ۔

دیہاتی ...... مگر مردہ آنے کا تجھے کیا فائدہ؟

مجاور ...... پھر وہی جاہلانہ بات ......

از: ...... حافظ محمد حنیف ندیم

ارے بھوک لگی ہے ...... بھوک

دیہاتی ...... تو کیا! مردہ روٹی پکا کر دے گا؟

مجاور ...... اونہہ ہوں ...... ارے مردے والے تو کچھ دیں گے کہ نہیں۔

دیہاتی ...... دیکھئے نا! اب ڈھب پر آگئی بات پہلے نہ معلوم کس زبان میں بول رہے تھے؟

مجاور ...... وہ "استعارہ" تھا۔

دیہاتی ...... "استعارہ" کیا مطلب؟

مجاور ...... ہمارے نبی! صاحب "استعارہ" تھے۔

دیہاتی ...... آپ کا نبی! مگر آپ کا نبی کون تھا؟

مجاور ...... معلوم ہوتا ہے تو کوئی غیر "احمدی" ہے۔

ارے بے وقوف! وہ تھے' مرزا غلام احمد قادیانی ...... "صاحب استعارہ"

دیہاتی ...... یہ کون تھا ...... کہاں کا رہنے والا ...... اس کا حدود اربعہ؟

مجاور ...... یہ قادیان' دارالامان' ملک ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ ان کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

دیہاتی ...... مجاور صاحب! کیا یہ نبی تھا؟

مجاور ...... جی ہاں! نبی بھی' مسیح بھی اور ......

دیہاتی ...... مسیح کیسے بن گیا؟

مجاور ...... استعارہ سے بنے۔

دیہاتی ...... استعارہ سے کس طرح ...... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟

مجاور ...... پہلے آپ مریم بنے ...... آپ کو حمل ٹھہرا اور دردِ زہ ہوا ...... پھر قادیان میں ایک کھجور کے تنے کے ساتھ لگ کر پورا زور جو لگایا تو اپنے آپ سے آپ ہی نکل کھڑے ہوئے' اس طرح آپ مسیح بن گئے۔

دیہاتی ...... دایہ کا فرض کس نے

مجاور…… نورالدین بھیروی نے' کیونکہ وہ حکیم بھی تھے۔

دیہاتی…… مگر مسیح کیسے بن گئے' ان کا باپ نہیں تھا۔ اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ مسیح علیہ السلام کی ماں کا نام مریم تھا۔ اس کی ماں کا نام "چراغ بی بی" تھا۔

مجاور…… استعارے سے "خدا" بھی بن سکتا ہے' نبی بھی' مسیح بھی' مہدی بھی' کرم خاکی۔"

دیہاتی…… لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مجاور…… دیکھنا یار…… ہمارے نبی' ہمارے مسیح کی توہین نہ کر…… کوئی دیکھ یا سن لے گا تو مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑے گی…… ذریعہ معاش بند ہو جائے گا' کیوں میری روزی پر لات مارتے ہو؟

دیہاتی…… خوب کہی…… مجاور صاحب! ذریعہ معاش کیسے بند ہو گا' کچھ روشنی تو ڈالو؟

مجاور…… یار! میں اس مقبرے کا مجاور ہوں۔ کبھی تو یہاں مردوں کی قطاریں لگ جاتی ہیں' ہمیں کھانے پینے' سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی' کبھی ایک بھی نہیں آتا' آج تین دن ہو گئے۔ انتظار میں آنکھیں پتھرائی جا رہی ہیں…… بھوک سے بُرا حال ہے۔ یہی میرا ذریعہ معاش ہے۔

دیہاتی…… آپ تو ہر روز یہی دعا کرتے ہوں گے کہ مرے؟

مجاور…… زور کا قہقہہ۔

دیہاتی…… اچھا یہ بتاؤ! یہ "بہشتی مقبرہ" کیا ہے اور اس میں کون لوگ دفن ہوتے ہیں؟

مجاور…… "بہشتی مقبرے" میں دفن ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں: وہ اپنی آمدنی کا دس فیصد مرکزی اکاؤنٹ میں جمع کرائے' انصار اللہ' لجنہ اماء اللہ' تحریک جدید' خدام اور اطفال وغیرہ کے چندے ادا کرے۔

دیہاتی…… اگر کوئی واجبات ادا کرتا ہے تو وہی بہشتی ہو جاتا ہے۔

مجاور…… جی ہاں! وہ بہشتی ہو جاتا ہے اور اسے جنت کی ٹکٹ مل جاتی ہے۔

دیہاتی…… اگر کوئی بے عمل…… بدکردار ہو تو؟

مجاور…… چندہ ادا کر دے تو کوئی بے عملی' بدکرداری' بہشت میں داخل ہونے کے لئے اس کے راستے کا پتھر نہیں بن سکتی۔

دیہاتی…… اگر کوئی چندہ ادا نہ کرے تو؟

مجاور…… یہ بہشتی مقبرے سے باہر جو قبریں نظر آ رہی ہیں یہ ان کے لئے ہیں۔

دیہاتی…… کیا یہ بہشتی نہیں؟

مجاور…… بہشتی ہوتے تو چندے ادا کرتے!

دیہاتی…… کیا اس قسم کا مقبرہ قادیان میں تھا؟

مجاور…… بڑے مرزا صاحب نے وہیں سب سے پہلے بہشتی مقبرہ بنایا تھا تقسیم کے بعد ہمارے دوسرے خلیفہ صاحب نے یہاں بنایا۔

دیہاتی…… اب تو آپ کے چوتھے خلیفہ صاحب لندن چلے گئے ہیں' سنا ہے وہاں کوئی نیا مرکز بن گیا ہے؟

مجاور…… جی ہاں! پاکستان میں کچھ مستقبل تاریک سا نظر آ رہا ہے' اس لئے مرزا طاہر صاحب وہاں چلے گئے اور وہاں مرکز بن گیا ہے۔

دیہاتی…… تو کیا وہاں بھی بہشتی مقبرہ بنے گا؟

مجاور…… جی ہاں! بہشتی مقبرہ ہمارے خلیفہ صاحب کے ساتھ ساتھ چلتا اور بنتا رہتا ہے۔

دیہاتی…… پھر تو! خوب کاروبار چل رہا ہے' اقبالؒ سے معذرت کے ساتھ۔

ملتے ہیں نکو نام یہ مردوں کی تجارت کر کے
یہ تو بکیں گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

☆☆……☆☆

عمل کا معیار

ایک مومن کا فرض ہے کہ جب بھی وہ کسی نیک عمل کو بجالانے کا ارادہ کرے تو اس کے سامنے یہ دو معیار ضرور ہونے چاہئیں: ایک یہ کہ اسے شرعی معیار کے مطابق ادا کرے اور دوسرا معیار یہ کہ اس کے ادا کرنے میں صرف رضائے الٰہی مقصود ہو............(مدیر)

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

الحمدللہ رب العالمین' والصلوۃ والسلام علی افضل الانبیاً والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام میں کسی نیک عمل کی قبولیت کے لئے دو معیار رکھے گئے ہیں'ایک معیار وہ ہے جس سے اس عمل کی صحت اور درستگی کا پتہ چلتا ہے اور دوسرا معیار وہ ہے جس سے اس عمل کے اللہ کے ہاں قبول ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

کسی نیک عمل کے صحیح اور درست ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے شریعت اسلامیہ کے بتائے ہوئے طریقے اور اس کی تعلیمات کے مطابق ادا کیا جائے'اگر اس عمل کے بجالانے میں اسلامی تعلیمات کی رعایت نہ کی گئی تو وہ عمل سرے سے درست ہی نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے سیدالانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ ان کو عبادت کرنے اور نیک اعمال بجالانے کے طریقے سکھائے' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نماز کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿واقیموا الصلوۃ﴾

"اور نماز قائم کرو"۔

اب بندے نماز کیسے قائم کریں'اس کی تفصیل قرآن کریم میں نہیں بیان کی گئی' چنانچہ جب نماز کا حکم نازل ہوا تو جبریل امین کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھایا گیا'پانچ نمازوں کے اوقات بتلائے گئے'آپ نے وہی نماز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ادا کی'جس کی ابتداء اللہ اکبر سے ہوتی ہے اور جس کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

﴿صلوا کما رأیتمونی أصلی﴾

"تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔"

اسی طرح روزے کا حکم ہوا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر امت کے سامنے اس کی عملی شکل پیش فرمائی۔

اسی طرح جب زکوۃ کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو زکوۃ کی تفصیلات سکھائیں کہ سونے چاندی اور روپے پیسے میں کتنی زکوۃ ادا کرنی ہے'مویشیوں میں کتنی ہے اور غلہ جات میں اس کی کیا مقدار ہے۔

قرآن کریم میں جب حج ادا کرنے کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج فرض ادا فرمایا اور مناسک حج اونٹ پر سوار ہو کر ادا فرمائے کہ ہر شخص آپ کو دیکھ کر احکام حج سیکھ سکے اور یہ اعلان بھی فرمادیا:

خذوا عنی مناسککم

"مجھ سے حج ادا کرنے کے طریقے سیکھ لو۔"

اسی طرح قرآن کریم میں نازل شدہ احکام' حدود اور اخلاق و آداب وغیرہ سب کا عملی نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش فرمایا ہے' یہاں تک کہ ۲۳ سال کے عرصہ میں آپ پر یہ دین مکمل ہو گیا اور حجۃ الوداع میں اس کی تکمیل کا اعلان کردیا گیا:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾............(المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور میں نے تمہارے لئے پسند کیا ہے اسلام کو دین"

اور اس اسلام کو اب ایمان و اعمال کا معیار بنا کر اعلان کردیا گیا کہ اب اس اسلام کے معیار کو چھوڑ کر اگر کوئی شخص کسی اور معیار کو تلاش کرے گا تو وہ قابل قبول نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا

فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین﴾ .... (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہشمند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا' اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

اور اس معیار کے لئے دو بنیادی چیزوں کو متعین فرمادیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں جن اہم امور کو ذکر فرمایا ہے ان میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے:

ترجمہ: "میں نے تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے' اللہ کی کتاب اور میری سنت۔"

اس معیار کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد﴾

"جو شخص ایسا عمل کرتا ہے جس پر ہماری شریعت کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہے۔"

کسی نیک عمل کے اللہ کے ہاں قابل قبول ہونے کا دوسرا معیار یہ ہے کہ اس عمل کے بجالانے میں اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہونا چاہئے' اپنی شہرت دکھاوا یا دنیا کا کوئی اور مقصد نہ ہونا چاہئے' اس کو اخلاص سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جو اخلاص سے بجالایا جائے' ایسے عمل کو وہ قبولیت کا شرف بخشتے ہیں اور اس پر دنیا اور آخرت میں اچھا بدلہ اور انعام عنایت فرماتے ہیں:

کسی نیک عمل کو اخلاص کے ساتھ اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے ادا کرنا ایسا معیار ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام اور سابقہ امتوں کو بھی اس کی تعلیم دی گئی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ کی اطاعت کے اعتقاد سے اس کی عبادت کیا کریں اور نماز کی پابندی رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ درست اور مضبوط ہے۔" (البینۃ: ۵)

اس کے بعد پوری گیارہ آیتوں میں ان مخلصین کو جنت میں دی جانے والی نعمتوں کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے' اور آخر میں ان سے یہ کہا جائے گا:

﴿ان ھذا کان لکم جزاءً وکان سعیکم مشکوراً﴾

"یہ سب نعمتیں تمہارا بدلہ ہیں اور تمہاری محنت قبول ہوئی۔"

دنیا میں مصائب اور تکلیفوں میں ایک

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور میں نے اپنے نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے پسند کیا ہے اسلام کو دین"

قرآن کریم نے ایسے نیک مسلمانوں کی جابجا مثالیں پیش کی ہیں جو ہمیشہ اچھے کام کرتے وقت ان دونوں قسم کے معیاروں کا خیال رکھتے ہیں' اس میں عام مسلمانوں کے لئے ترغیب بھی ہے اور آسانی بھی ہے تاکہ وہ ان مثالوں کو سامنے رکھ کر ویسا ہی عمل کریں۔

نیک اعمال میں ایک عمل یہ بھی ہے کہ فقراء' مساکین اور محتاج انسانوں کو کھانا کھلایا جائے' اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور اس کار خیر سے مقصد صرف رضائے الٰہی ہو اپنی شہرت اور دکھلاوانہ ہو۔ سورۂ دہر میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اس معیار پر پورے پورے اترتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "(وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو محض اللہ کی رضاجوئی کی غرض سے کھانا کھلاتے ہیں' ہم تم سے کسی بدلے اور شکریے کے خواہشمند نہیں ہیں۔"

مسلمان مبتلا ہوتا ہے اور ان پر صبر اختیار کرتا ہے اور صبر اختیار کرنے میں بھی اسی معیار کو سامنے رکھتا ہے سورۂ رعد میں ایسے لوگوں کا ذکر اس طرح فرمایا:

﴿والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم﴾

ترجمہ: "اور نیز یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رضاجوئی کی غرض سے تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔"

بہرحال ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ جب بھی وہ کسی نیک عمل کو بجالانے کا ارادہ کرے تو اس کے سامنے یہ دو معیار ضرور ہونے چاہئیں ایک یہ کہ اسے شرعی معیار کے مطابق ادا کرے اور دوسرا معیار یہ کہ اس کے ادا کرنے میں صرف رضائے الٰہی مقصود ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت کی اتباع اور اس میں اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆

جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے

جب پوری دنیا کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی تو عرب کے افق پر وہ آفتاب ہدایت طلوع ہوا جس نے پورے عالم کو بقعہ نور بنادیا..................(ادارہ)

مولانا محمد اشرف کھوکھر

جب سے لیل و نہار کی گردشیں قسام ازل نے جاری وساری کی ہیں اس عالم آب و گل میں بہت سی بہاروں کو خزاں کے تھپیڑوں کا سامنا کرنا پڑا' وقت کے کئی نجوم جھلملائے اور ماند پڑ گئے' بہت سے ماہتاب ابھرے اور گہنا گئے کئی چراغ جلے اور طوفان شب دیجور کی نذر ہو گئے' بہت سے غنچے پھول بنے اور مرجھا گئے' بہار اور خزاں کا تسلسل اور خزاں کا خزان ہونا...... آیئے ایک جھلک دیکھتے ہیں۔

خزاں...... خزاں کی چیرہ دستیوں سے کون واقف نہیں؟ باد نا موافق کے چلتے ہی سرسبز و شاداب اشجار من موہنی خلعت سے محروم ہو جاتے ہیں' ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں' پتے جھڑتے ہیں اور پیوند خاک ہو جاتے ہیں' گلوں کے رنگیں ورق بکھر جاتے ہیں خزاں کے تھپیڑوں سے پودوں کی قوت نمو اور بالیدگی سلب ہو جاتی ہے۔ سمن و یاسمین' لالہ و نرگس' سنبل و ریحان غنچہ و گل سبھی پریشان ہو جاتے ہیں' سرو صنوبر قمری سے' صنوبر اللہ اللہ کے ورد سے' گلزار بلبلوں کے نغمات سے جنگل موروں کی اٹھکیلیوں سے' اشجار طیور کے نغمات' صانع کی حمد و ثنا سے' ٹہنیاں گلے ملنے سے اور فضا جگنوؤں کے ٹمٹمانے سے بھی محروم نظر آتے ہیں۔

گلشن میں بلبل کی چہک نہیں' پھولوں کی مہک نہیں' کلیوں کی چٹک نہیں اور ڈالیوں کا وجد نہیں' فرش خاکی طلعت و زیبائی سے محروم نظر آتا ہے' نظروں کو طراوت بخشنے والا رنگ گلستان پھیکا پڑ جاتا ہے۔ پھولوں کی نکہتیں جو مشام جان بنتی تھیں رک جاتی ہیں اور عنادل کے پرسکون نغمات روح افزا' خاموش ہو جاتے ہیں' غزال ختن کو دیکھو تو سکڑا سہا نظر آتا ہے۔

عین اسی طرح عالم النفس میں باد سموم سے حسن عمل کے حیات بخش چشمے خشک ہو گئے' شجر زندگی کی ہر شاخ پر کھلنے والے پھول باد سموم سے مرجھا گئے تھے' عدالت کا باغ ویران ہو گیا تھا اور خدا کے کلمہ حق و صداقت کا شجرہ طیبہ دنیا کے ہر گوشے اور ہر خطہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگا تھا۔ کرۂ ارض پر جو ہر انسانیت کی سربلندی اور شادابی کوسوں دور دکھائی دیتی تھی۔ پوری کائنات انسانی پر ظلم و بربریت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ ہر سمت انسانی دنیا میں درندگی اور بہیمیت کا شباب...... "انسانی وقار آزادی ضمیر' عزت نفس' شرم و حیا اور تمام اخلاق حسنہ نیست و نابود...... ہر طرف کثافتیں اور کدورتیں' ظلم و ناانصافی' مخاصمت و معاندت' مسابقت و مخالفت' پریشانی و سراسیمگی اور خوف و ہراس کی گھٹائیں فضائے انسان کو محیط کئے ہوئے تھیں۔ قرطاس گیتی پر تنازعات' مناقشات...... دنگا فساد' فتنہ و شر کی قوتیں' بدکاری و بے حیائی' فحاشی و زناکاری' قتل و غارت گری مشغلہ و معمول' زن' زر' زمین کے سارے جھگڑے بام عروج پر تھے۔ آگ پجتی' کہیں خود تراشیدہ بت پرستی "انسانیت" مغضوب و معتوب' مظلوم و بے حس تھی' اخلاقی انحطاط' جور و ستم اور ظلم و استبداد کے پنجرے میں مقید تھی۔ انسانیت شب جہالت کی تاریکی میں اس پنجرے سے کشمکش رہائی کی تگ و دو میں آہنی سلاخوں سے جسم زخموں سے چور دل فگار اپنی بے کسی کا رونا روتی' کوئی مونس و غمخوار نہ تھا' کوئی درد آشنا نہ تھا جس سے دل کا دکھڑا کہہ کر اپنی بھڑاس نکال سکے۔

دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ' کفر عصیاں کی بجلیاں آسمان پر' نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے...... کفر کی شب دیجور میں اب "انسانیت" انتہائی عجز و انکساری سے اللہ رب العزت کے حضور زبان حال سے لئے

مصروف دعا ہوگئی۔

اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پرہول اندھیرے میں قفس میں قید کب تک رہوں گی...... اے آقا اپنے کرم سے اس نور کا ظہور فرما کر جو ظلمت کدہ دہر کو نور ہدایت سے منور کردے' جو بے بصر و بے بصیرت کو ہدایت سے نواز دے۔

خالق ارض وسمانے مجبور وبے بس "انسانیت" کی آہ وزاری سنی' دعا قبول ہوگئی۔

یکایک غیرت حق رحمت رب العزت کے بحر بیکراں میں بندہ نوازی کی موجیں بلند ہونا شروع ہوئیں۔ انسانیت کو ضلالت و نامرادی سے خلاصی کا ارادہ فرمایا۔

بہار کا موسم آیا ہے' نہ سردی ہے نہ گرمی' بلبل چہک رہی ہے غنچے مسکرا رہے ہیں۔ کلیاں چٹک چٹک کر یا مصور یا مصور کہہ رہی ہیں' گل مہک مہک کر دماغوں کو معطر کر رہے ہیں' قبل اس کے کہ سحر ہو شبنم نے پھولوں کی پنکھڑیوں پر ننھے ننھے خوبصورت موتی جڑ دیئے ہیں' سارا گلشن خوشبو سے مہک رہا ہے۔ ڈالیاں جھوم رہی ہیں' بہار آئی ہے؟ ہاں بہار آئی ہے' زندگی میں بہار آئی' ربیع الاول نور و نکہت کا موسم آیا' حسن نے چشم زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنا دیا۔

اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و ماہ تماشائی

شب جہالت کا دورہ ختم ہو چکا' آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آپہنچی جس کے انتظار میں زمین و فلک کا ذرہ ذرہ بے قرار تھا۔

شب تاریک سے کہہ دو کہ ٹھکانا کرلے
ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم آئے ہیں

ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستان عرب کو سرد کردیا' صبح صادق کی آمد نے رات کی سیاہی سمیٹ کر نور کی چادر ہر سمت پھیلادی' روشنی اندھیرے پر غالب آئی' صبا اٹھکیلیوں میں مصروف ہوگئی اور سرسبز درختوں کی ہری بھری شاخیں فرط مسرت سے جھوم جھوم کر آپس میں گلے ملنے لگیں' عروس کائنات کی مانگ موتیوں سے بھر گئی اس کے جسم پر چاندنی کا نورانی لباس ہے' زمردیں دشت لہلہاتے سبزہ زاروں کی شکل میں حد نگاہ تک بچھے ہوئے ہیں۔

بادصبا صلو علیہ والہ کے ترانے سنانے لگی' شفاف چشموں کی پرسکون سطحوں پر ﴿انک لعلی خلق عظیم﴾ کے موتی تیرنے لگے' آبشاروں کے شور میں "ورفعنا لک ذکرک" کے نغمے گونجنے لگے' پرندے "وماارسلنک الا رحمة للعالمین" کے علم لئے اڑے۔ "من کل امر سلام" کی تسبیحیں گونجیں' درود وسلام کی آواز بلند ہوئی آمنہ کے لال' عبداللہ کے در یتیم عبدالمطلب کے گھر دار ابن یوسف پر ضوفشانی کی اور خاصہ کائنات محبوب کبریا خاتم الانبیأ والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین حجاز' ناف زمین کے مکہ مکرمہ میں ۹ یا ۱۲ ربیع الاول ۵۷۱ء کو قدوم میمنت لزوم کے اعزاز سے کائنات کو بقعہ نور بنایا۔ اللہ رب العزت کے محبوب دوعالم کے ممدوح سرزمین گیتی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ افروز ہوئے' انسانیت کے محسن' صداقت کے حامی' امن و اخلاق کے داعی' جود وسخا کے پیکر' عفت وحیا کے دلدادہ' حلم و مروت کے خوگر' سراپا رحمت ورافت...... الغرض جملہ کمالات و حسنات سے مزین ہوکر تشریف لائے۔ سارے عالم کو دنیا کے تمام باطل کے آستانوں سے ہٹ کر صرف وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں جھکانے کے لئے خاتم الانبیأ' خاتم الرسل بن کر ظلمت کدہ ہستی میں وہ آئے جن کے آنے کی انسانیت کو ضرورت تھی' زمانے کو انتظار تھا۔

خدا کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں اشتیاق تھا پیدا
ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنز مخفی دکھائی دیتا

جان جہاں تشریف لائے تو بھولی بھٹکی انسانیت کو دارین کی فوز وفلاح کی راہ ملی۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

اور وہ تشریف لائے۔

زمانہ رہتی دنیا تک سنائے گا زمانے کو
درود ان کا کلام ان کا پیام ان کا

میں مقصد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو قلم و قرطاس کی زباں سے کیسے بیان کروں کہ جن کی آمد پر فلک نے انتہائی عجز سے جھک کر زمیں کو مبارکباد دی کہ تیرے بخت نے یاوری کی اور تیرے خوش نصیب ذروں کو اس ذات اقدس و اعظم نور مجسم کی پاپوسی کی سعادت نصیب ہوئی جو عالم موجودات کے سلسلہ ارتقا کی آخری کڑی ہے' جس سے شرف انسانیت کی تکمیل ہوگئی' جو بفضل تعالیٰ علم و فضل' حکمت و بصیرت کے اس افق اعلیٰ پر جلوہ فرما ہے۔ جہاں عقل و "عشق" ناسوت ولاہوت دو قوسین کی طرح آپس میں ملتے ہیں۔

جو دانش روحانی اور حکمت ربانی کے اس مقام بلند پر فائز ہے جہاں غیب و شہود کی وادیاں دامن نگاہ سمیٹ کر رہ جاتی ہیں۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہ قرآں وہی فرقاں' وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اور

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خاصہ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پیغام دیا' جس نے زمین بوس انسانیت کو عروج ثریا تک پہنچادیا' جن سعید روحوں نے پیغام ربانی پر لبیک کہا ان کو خلافت الٰہیہ عطا ہوئی' قیصر و کسریٰ کے تاج ان کے قدموں پر نچھاور ہوئے اور جب تک آفتاب عالمتاب طلوع و غروب ہو تا رہے گا دنیا اس یتیم مکہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمزمے گاتی رہے گی' جنہوں نے شتربانوں کو جہاں بانی کے گر سکھلائے کہ وہ قلیل مدت کے اندر نصف کرۂ ارض کے حکمران بن گئے' امی ہونے کے باوجود اپنے متبعین کے لئے علم و معرفت کے دریا بہادیئے' ان کو وہ رموز بتائے کہ وہ محفل علوم کے صدر کہلائے اور تمام دنیا نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کئے۔

جھکادیں گردنیں فرط ادب سے کج کلاہوں نے
زباں پر جب عرب کے ساربان زادوں کا نام آیا

مقصود کائنات رسول آخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمین نے سیاہ و سفید' اصفر و احمر' عربی و عجمی کو اپنی آغوش میں پناہ دی' جس کی رافت و عطوفت کا گہربار تمام دنیا پر برسا اور جس کے نور ہدایت سے دنیا کا ہر چھوٹا بڑا رہتی دنیا تک فیضیاب ہوتا رہے گا۔

نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

قربان جاؤں آفتاب نبوت' مہتاب رسالت' پیکر تسلیم و رضا' محرم اسرار حرا' شاہ دین حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جو زہد و قناعت' رشد و ہدایت' رافت و رحمت' صدق و دیانت' سخاوت و شجاعت' صبر و استقامت' شفقت و محبت' مہمان نوازی و خدمت' ایثار و مروت' تقویٰ طہارت' خوش خلقی و اخوت اور صداقت و شرافت کے پیکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں حلم و سخاوت ابراہیم' صدق اسمٰعیل' شکر داؤد و سلیمان' صبر ایوب' حسن یوسف' معجزات موسیٰ' مناجات زکریا' دم عیسیٰ علیہم السلام سبھی یکجا تھے' اور اگر میں یہ کہوں تو بے جانہ ہوگا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہر دور میں قبل از ولادت و بعثت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت نے انسانیت کی فوز و فلاح کے لئے قدسی نفوس انبیا علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجا۔ جنہوں نے بھولی بھٹکی انسانیت کو راہ ہدیٰ دکھائی' اور آخر سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تا قیام قیامت جن و انس اور پوری کائنات کا نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا' وہ موتی تھے یہ مالا تھی' وہ چتیاں تھیں یہ پھول تھا' وہ ذرے تھے یہ چٹان تھی' وہ قطرے تھے یہ سمندر تھا' وہ ستارے تھے یہ کہکشاں تھی' وہ افراد تھے یہ ملت تھی' وہ نقطے تھے یہ خط مستقیم تھا' وہ ابتدا تھی یہ انتہا تھا۔

وہ راز خلقت ہستی وہ معنی کونین
وہ جان حسن ازل وہ بہار صبح وجود

اے خوابیدہ مسلم! میرے' آپ کے اور پوری کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جس بہار کو لائے تھے آج ہر طاغوتی قوت کا پنجہ اس بہار کو خزاں میں بدلنے کے درپے ہے' وقت کے ہرہلاکو اور چنگیز کی تمام تر توانائیاں' خاصہ کائنات' حسن کائنات' زینت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے صرف کی جارہی ہیں۔ آج فلسطین' کشمیر' بوسنیا اور چیچنیا' کوسوو کے مظلوم مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں' آج قوم مسلم کی کتنی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں پامال کی جارہی ہیں' کتنے معصوم پھول جیسے بچوں کی چیخ و پکار تجھے مدد کے لئے بلارہی ہے!!

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعویدارو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یورپ نے ایک سنگین سازش کے تحت تمہیں اپنے آباؤ اجداد سے ملنے والی میراث "محبت نبوی" (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تہی دامن کرنے کے لئے یلغار کر رکھی ہے' محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سید الکائنات کی ذات اقدس پر ظالمانہ تنقید ہو رہی

ہے' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہذیان بکا جارہا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر کیچڑ اچھالا جارہا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر ہرزہ سرائی کی جارہی ہے' اس طاغوتی سلسلے میں بہت سے قلم' بہت سی زبانیں اور بہت سا پیسہ متحرک ہے' بین الاقوامی پریس اور ٹیلیویژن کے ذریعے زبردست پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے' یورپ یہ سب کچھ کیوں کررہا ہے؟ بہار کو خزاں میں بدلنے کے لئے' یہ سب کیوں ہورہا ہے؟ اس کے محرکات کیا ہیں؟ اس کی صرف ایک وجہ ہے۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

خاصہ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے آخری پیغام سے آخر اتنی غفلت کیوں؟ خاصہ کائنات' حسن کائنات' زینت کائنات' جن کے چہرے سے سورج کو ضیا ملتی ہے' جن کے رخساروں کی دمک سے چاند چاندنی حاصل کرتا ہے' جن کی آنکھوں کی چمک سے ستارے جگمگانا سیکھتے ہیں' جن کے دانتوں کی تنویر سے جواہرات چمکنے کا ہنر جانتے ہیں' جن کے لبوں کی نزاکت سے غنچے چٹکنا سیکھتے ہیں' جن کی پیشانی کے نور سے انسانیت کو راستے ملتے ہیں' جن کے قد زیبا سے سرو اپنے قد کی رعنائی حاصل کرتا ہے' جن کے سانسوں کی مہک سے مشک و عنبر خوشبو پاتے ہیں' جن کی زلفوں کی لٹک سے کائنات بننا سنورنا سیکھتی ہیں' جن کی آنکھوں کی حیا سے کلیاں شرمانا سیکھتی ہیں' جن کی مسکراہٹ سے قوس قزح رنگ بکھیرنے کا گر جانتی ہے' جن کی چال سے مست خرام ندیاں چلنے سے آشنا ہوتی ہیں' جن کی گفتگو سے بلبل نغمے سیکھتی ہے' جن کی آنکھوں کی سیاہی سے کالی گھٹاؤں کو حسن ملتا ہے' جن کی آنکھوں کی سفیدی سے دن کو اجالا ملتا ہے' جن کی پلکوں کی دل آویز حرکت سے نجوم جھلملانا سیکھتے ہیں' جن کے ابروئے خمدار کو دیکھ کر ہلال اپنی صورت تراشتا ہے' جن کے جلال سے بجلیاں کڑکنا اور جن کے جمال سے باد نسیم چلنا جانتی ہے' جن کی گفتگو کے الفاظ سے ہدایت کے چراغ جلتے ہیں اور جن کے قدموں کے نشان سے "انسانیت" کو منزل کا سراغ ملتا ہے۔

اے خوابیدہ امت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم! اتنے عظیم پیغمبر کی امت ہونے کے باوجود آج انتشار و افتراق کی آندھیوں کے دوش پر وادی تیہ میں سرگرداں ہے! آخر کیوں؟

خدارا! اپنے حال پر رحم کیجئے' گلشن ہستی کے مالی تمہیں ہو اے مسلمانو! جس گلشن میں بہار آئی اس کو خزاں سے بچانے کے لئے برسرپیکار ہو جاؤ...... ورنہ ۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
صدا عیش دوراں دکھاتا نہیں
آخر میں بس اتنا ضرور کہوں گا۔
کہکشاں پر ڈال دے بڑھ کر ارادوں کی کمند
پھر زمانے کو دکھادے زور بازو ایک بار (دور)
اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے دل جلا کے سرعام رکھ دیا ہے

یارب العالمین ہم سب کو رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا کرکے دارین کی فوز و فلاح سمیٹنے کی توفیق دے۔ (آمین)

●●

بقیہ: تبصرہ کتب

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک' نصرت مرزا' پروفیسر کریم بخش نظامانی' سید محمود رضوی' نسیم شاہد' مولانا عبدالرشید انصاری' ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری اور مولانا محمد عیسیٰ منصوری ایسے جید علماء و دانشور شامل ہیں۔ نامور اسکالر و صحافی ڈاکٹر تیمین رضوی کا ایمان افروز دیباچہ بھی لائق مطالعہ ہے۔ یہ کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر مسلمان اپنی تصویر دیکھ کر بحیثیت امتی حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کا تعین خود کرسکتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس موضوع پر اتنی خوبصورت اور جامع کتاب پہلے کبھی شائع نہیں ہوئی۔ ہر مسلمان کو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

بقیہ: شرعی حجاب

کوئی انجام نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادی بے حد قیمتی چیز ہے مگر انسان کے لئے خیر اعلیٰ پابند آزادی ہے نہ کہ مطلق آزادی یعنی انسان کے مقابلہ میں آزادی اور خدا کے مقابلہ میں پابندی عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو عورت ثابت کریں نہ کہ غیر حقیقی طور پر مرد بننے کی کوشش کریں عورت اگر گھر کو سنبھالے تو وہ نوجوان نسل کو زندگی دینے والی ثابت ہوئی ہے لیکن اگر وہ گھر سے باہر نکل کر لوگوں کی تفریح کا سامان بنے تو وہ نوجوان نسل کو ہلاکت سے دوچار کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ البتہ عورت کے لئے گھر سے باہر علم حاصل کرنا' (بالوجہ مجبوری) ملازمت کرنا منع نہیں بشرطیکہ اپنی عزت و عصمت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کام انجام دے۔ اللہ تعالیٰ آج کی مسلمان عورتوں کو بے پردگی کے زہر سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین یارب العالمین)

ماہ ربیع الاوّل اور ہماری ذمہ داریاں

ربیع الاول ہمارے لئے خوشیوں کا موسم اور مسرتوں کا پیغام ہے تو صرف اس لئے کہ اس ماہ مبارک میں دنیا کی خزاں ضلالت کو بہار ہدایت نے آخری شکست دی تھی‘ جنھوں نے ہم پر روحانیت کے دروازے کھول دیئے تھے اور ساری نعمتیں ہمیں دلوادیں جن سے ہم محروم تھے پھر آج ہم رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے دور اور ان کی دلائی ہوئی نعمتوں سے محروم و مہجور ہوتے جارہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ گزشتہ بہار کی خوشی تو مناتے ہیں لیکن خزاں کی موجودہ پامالیوں پر نہیں روتے..........(مدیر)

مولانا محمد صابر بہاولپوری (درجہ تخصص فی الفقہ)

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً فھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم...... الخ

حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت:

ربیع الاول یہ اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے ‘اسی مہینے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انسانیت کے محسن ہیں ‘ان کا ظہور اور ان کی ولادیت باسعادت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ کے متعلق اختلاف ہے دو تاریخ کا ذکر بھی ہے‘ تین تاریخ کا ذکر بھی ہے ‘نو تاریخ کا ذکر بھی ہے ‘دس کا بھی اور بارہ کا بھی۔ اور وفات میں سب کا اتفاق ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے پچاس یا پچپن روز کے بعد بتاریخ ۸ ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ۱۹ /اپریل ۵۷۰ء مکہ مکرمہ میں صبح صادق ابوطالب کے مکان میں ہوئی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے اور اسی قول کو علامہ قطب الدین قسطلانی نے اختیار کیا ہے ‘راجح اور مختار قول بھی یہی ہے۔

تو اس مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی‘ حوریں جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا‘ جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک و کفر کی ظلمت کافور ہوجائے گی‘ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے ‘نسل اور خون کی لعنت مٹ جائے گی ‘غلام اور آقا ایک ہوجائیں گے ‘شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیغام مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچادیا۔ پھول خوشی سے کھل گئے کلیاں مسکرانے لگیں تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے وہ لال جہاں تاب پیدا ہوا‘ جس کے لئے قصر مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا غریب اور غلام کو بڑھانا ازل سے مقدر ہوچکا تھا۔ وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا اس کائنات ارضی کا ذکر کیا‘ فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ دنیا کو بچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا ‘کفر سجدہ میں گر گیا ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں‘ عبداللہ کا بیٹا آمنہ کا جایا دنیا میں کیا آیا دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے کائنات کی خوابیدہ قومیں بیدار ہوکر مصروف عمل ہوگئیں‘ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی‘ حق کے تلاش کرنے والوں کو ایسا عرفان الٰہی عطا ہوا کہ ماسوائے اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

معزز قارئین! عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی ‘اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں‘ یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ مجھ پر آگریں گے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہوگئے یہ روایت مسند احمد و مستدرک حاکم میں مذکور ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بصریٰ کے محل روشن ہوگئے (نکتہ) ستاروں کا زمین کی طرف جھک آنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ عنقریب زمین سے کفر اور شرک کی ظلمت اور تاریکی دور ہوگی اور انوار ہدایت سے تمام زمین روشن اور منور ہوگی۔ کعب احبار سے منقول ہے کہ کتب سابقہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی یہ شان ذکر کی گئی ہے :

"محمد اللہ کے رسول کی ولادت مکہ میں ہوگی اور ان کی حکومت اور سلطنت شام میں ہوگی۔"

یعنی مکہ سے لے کر شام تک تمام علاقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی میں اسلام کے زیر نگیں آجائے گا۔ چنانچہ شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی میں فتح ہوا' عجیب نہیں کہ اس وجہ سے ولادت باسعادت کے وقت شام کے محل دکھلائے گئے ہوں اور بصریٰ جو ملک شام کا ایک شہر ہے وہ خاص طور پر اس لئے دکھلایا گیا ہے کہ علاقہ شام میں سب سے پہلے بصریٰ ہی میں نور نبوت اور نور ہدایت پہنچا ہے اور ملک شام میں سب سے پہلے بصریٰ ہی فتح ہوا۔ اور بھی کئی وجوہات ذکر کی گئی ہیں جن کو طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

یعقوب بن سفیان باسناد حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی مکہ میں بغرض تجارت رہتا تھا' جس شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو مجلس میں قریش سے یہ دریافت کیا کہ اس شب میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے ؟ قریش نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں۔ یہودی نے کہا کہ اچھا تحقیق تو کر کے آؤ' آج کی شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے' اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے (یعنی مہر نبوت) وہ دو رات تک دودھ نہ پئے گا' لوگ فوراً اس مجلس سے اٹھے اور اس کی تحقیق کی۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا ہوا ہے یہودی نے کہا کہ مجھے بھی چل کر دکھلاؤ۔ یہودی نے جب دونوں شانوں کے درمیان کی علامت (مہر نبوت) دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا کہ نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی۔ اے قریش! واللہ یہ مولود تم پر ایک ایسا حملہ کرے گا کہ جس کی خبر مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلے گی' حافظ عسقلانی" فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

عقیقہ اور تسمیہ :

ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے حضور علیہ السلام کا عقیقہ کیا اور اس تقریب میں تمام قریش کو دعوت دی اور "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا نام تجویز کیا۔ قریش نے کہا کہ اے ابو الحارث (ابوالحارث عبدالمطلب کی کنیت ہے) آپ نے ایسا نام کیوں تجویز کیا ہے جو آپ کے آباؤ اجداد اور آپ کی قوم میں اب تک کسی نے نہیں رکھا؟ عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ اللہ آسمان میں اور اللہ کی مخلوق زمین میں اس مولود کی حمد وثنا کرے۔ عبدالمطلب نے آپ کی ولادت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ جو اس نام رکھنے کا باعث ہوا وہ یہ کہ عبدالمطلب کی پشت سے ایک زنجیر ظاہر ہوئی کہ جس کی ایک جانب آسمان میں اور ایک جانب مغرب میں کچھ دیر کے بعد وہ زنجیر درخت بن گئی۔ جس کے ہر پتہ پر ایسا نور ہے کہ آفتاب کے نور سے ستر درجہ زائد ہے۔ مشرق اور مغرب کے لوگ اس کی شاخوں سے لپٹے ہوئے ہیں اور قریش میں سے کچھ لوگ اس کو کاٹنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ جب اس ارادے سے اس درخت کے قریب آنا چاہتے ہیں تو ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان آکر انہیں ہٹا دیتا ہے۔ معبرین نے عبدالمطلب کے اس خواب کی تعبیر یہ دی کہ تمہاری نسل سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کی مشرق سے لے کر مغرب تک لوگ اتباع کریں گے اور آسمان وزمین والے اس کی حمد وثنا کریں گے اس وجہ سے عبدالمطلب نے آپ کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ عبدالمطلب کو اس خواب سے "محمد" نام رکھنے کا خیال پیدا ہوا اور ادھر آپ کی والدہ ماجدہ کو رؤیا صالحہ کے ذریعہ سے یہ بتلایا گیا کہ تم برگزیدۂ خلائق اور سیدالامم کی حاملہ ہو' اس کا نام "محمد" رکھنا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ "محمد اور احمد" نام رکھنا۔ (عیون الاثر) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ "محمد اور احمد" نام رکھنا (خصائص کبریٰ)

غرض یہ کہ رویا صالحہ کے تواتر نے ماں اور دادا احباب و اقارب یگانہ اور بیگانہ سب ہی کی زبان سے وہ نام تجویز کرا دیئے کہ جس نام سے انبیاؤ مرسلین اس نبی امی (فداہ نفسی' ابی وامی) کی بشارت دیتے چلے آرہے تھے۔ جس طرح حضرت عبدالمطلب کا تمام بیٹوں سے صرف آپ کے والد ماجد کا ایسا نام تجویز کرنا کہ جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو' یعنی عبداللہ نام رکھنا یہ القاء ربانی تھا۔ اسی طرح آپ کا نام مبارک "محمد اور احمد" رکھنا یہ بھی بلاشبہ الہام ربانی تھا جیسا کہ علامہ نووی نے شرح مسلم میں ابن فارس وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو الہام فرمایا اس لئے یہ نام رکھا (شرح مسلم باب اسماء النبی) اور یہی دو نام حق جل شانہ نے قرآن کریم میں ذکر فرمائے ہیں۔

شق صدر :

شق صدر کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عمر میں چار مرتبہ پیش آیا۔ اول بار زمانہ طفولیت میں پیش آیا جب کہ آپ حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں تھے اور اس وقت آپ کی عمر چار برس کی تھی۔ ایک روز آپ جنگل میں تھے کہ دو فرشتے

جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام سفید پوش انسانوں کی شکل میں ایک سونے کا تشت برف سے بھرا ہوا لے کر نمودار ہوئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب مطہر کو نکالا پھر قلب کو چاک کیا اور اس میں سے ایک یا دو ٹکڑے خون کے جمے ہوئے نکلے اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے' پھر شکم مبارک اور قلب کو اس تشت پر رکھ کر برف سے دھویا بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ پر رکھ کر سینہ پر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر لگادی۔

دوسری بار شق صدر :

دوسری بار شق صدر کا واقعہ آپ کو دس سال کی عمر میں پیش آیا یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ابن حبان اور دلائل ابی نعیم وغیرہ میں مذکور ہے۔

تیسری بار شق صدر :

تیسری بار شق صدر یہ واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا جیسا کہ (مسند ابی داؤد طیالسی ص ۲۱۵ اور دلائل ابی نعیم ص ۶۹ ج اول) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

چوتھی بار :

چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جیسا کہ بخاری' مسلم' ترمذی اور نسائی وغیرہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں روایتیں متواتر اور مشہور ہیں۔

بعثت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک بھی ایسے وقت میں ہوئی کہ انسان پر نزع کا عالم طاری تھا' دنیا اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ ہلاکت کے مہیب و عمیق غار میں گرنے والی تھی' عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اس جاں بلب انسانیت کو نئی زندگی بخشیں اور لوگوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو صرف ایک خدا کی بندگی کی دعوت دی اور دنیا کی ساری بندگی اور غلامیوں سے نجات دی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے انسانیت کو نئی زندگی' نئی روشنی' نئی طاقت' نئی حرارت' نیا ایمان' نیا یقین' نئی نسل' نیا تمدن' نیا معاشرہ عطا کیا اور بعثت مبارکہ کے تین بڑے مقاصد تھے۔ سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران' سورۂ جمعہ کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کے الفاظ میں آیا ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدۂ نبوت و رسالت کے فرائض منصبی تین بیان کئے گئے ہیں :

(۱) ایک تلاوت آیات
(۲) تعلیم کتاب و حکمت
(۳) لوگوں کا تزکیہ اخلاق وغیرہ جس کی تفصیل بڑی کتب میں مذکور ہیں۔

ربیع الاول اور ہماری ذمہ داری :

قارئین کرام! جس وقت اس نبی اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس عالم آب و گل میں اپنا پہلا قدم رکھا وہ بھی ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ اور پھر آپ کا سن شریف چالیس برس کا ہوا تو اس مہینہ میں اصلاح عالم کا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا اور پھر اسی مہینہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ہمارے مسلمان یہ کرتے ہیں کہ یہ مہینہ جب آتا ہے اس وقت جشن و میلاد کی محفلیں اور جلسے جلوس نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے مسلمان کو خوش ہونا چاہئے یہ خوش ہونا بری چیز نہیں بلکہ حدود شریعت سے تجاوز نہ ہو تو ایک درجہ میں محمود ہے۔ لیکن عرض یہ کرنا ہے کہ آپ جشن کی ان گھڑیوں اور شادمانی کی ان ساعتوں میں اس قابل ماتم حقیقت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس مقدس و مسعود وجود نے اس مبارک مہینہ میں نزول اجلال فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ دیا تھا' آج آپ اپنی شامت اعمال سے سب کچھ کھو چکے ہیں۔

اگر ہمارے لئے ربیع الاول خوشیوں کا موسم اور مسرتوں کا پیغام ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینہ میں دنیا کی خزاں ضلالت کو بہار ہدایت نے آخری شکست دی تھی' جنہوں نے ہم پر روحانیت کے دروازے کھول دیئے تھے اور ساری نعمتیں ہمیں دلوا دیں جن سے ہم محروم تھے پھر اگر آج ہم ان کی لائی ہوئی شریعت سے دور اور ان کی دلائی ہوئی نعمتوں سے محروم و مہجور ہوتے جا رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ گزشتہ بہار کی خوشی تو مناتے ہیں لیکن خزاں کی موجودہ پامالیوں پر نہیں روتے ہم ربیع الاول میں آنے والے کے عشق و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان ہی کی یاد کے لئے مجلس منعقد کرتے ہیں' لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہماری زبان جس کی یاد کا دعویٰ کر رہی ہے' اس کی فراموشی کے لئے ہمارا ہر عمل گواہ ہے اور جس تعظیم و تکریم کا ہم کو بڑا دعویٰ ہے' ہماری گمراہانہ زندگی بلکہ ہمارے وجود سے اس کی عزت کو بٹہ لگ رہا ہے' اگر ہمارے اس دعویٰ عشق و محبت اور ادعائے احترام و عظمت میں کوئی صداقت ہوتی اور

باقی صفحہ ۷ پر

قسط نمبر۲

بنت سعید احمد

شرعی حجاب کی اہمیت و افادیت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

اس نوچنے کے نتیجے میں بال کے ساتھ ساتھ کھال بھی نکل گئی۔ اب سر پر بال اور کھال کے بجائے خالی کھوپڑی ہے۔ اس کے بعد اس عورت نے اپنا منہ کھولا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کا منہ اتنا خوفناک کہ سوائے دانتوں کے کچھ نظر نہ آیا اس کا اوپر اور نیچے کے دونوں ہونٹ غائب تھے' انہوں نے پوچھا کہ اے عورت تیرے ہونٹ کہاں گئے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں اپنے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگا کر نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ جایا کرتی تھی اس کی سزا میں میرے ہونٹ کاٹ لئے گئے' اس لئے میرے چہرہ پر ہونٹ نہیں ہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں کھولیں لوگوں نے دیکھا کہ ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کے ناخن غائب تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تیرے ناخن کہاں ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا ناخن پالش لگانے کی وجہ سے ہر ایک ایک ناخن کھینچ لیا گیا' چونکہ میں یہ سارے کام گھر سے باہر بے پردہ نکل کر کرتی تھی' اس لئے میرے مرنے کے بعد قبر میں میرے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا اور مجھے یہ سزا ملی کہ میرے ناخن کھینچ لئے گئے' میرے ہونٹ کاٹ دیئے گئے' سر کے بال بھی نوچ لئے گئے یہ باتیں کرنے کے بعد وہ عورت بے ہوش ہو گئی اور مردہ بے جان لاش ہو گئی۔ چنانچہ لوگوں نے اسے دوبارہ قبرستان پہنچا دیا۔ اب یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد عورت کیسے زندہ ہو سکتی ہے؟ بات یہ ہے کہ عام قاعدۂ خداوندی تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہوا کرتا' لیکن اللہ تعالیٰ کبھی کبھی عبرت کے لئے ایسا کر دیا کرتے ہیں' یہ آج سے نہیں بلکہ جب سے دنیا قائم ہے ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی واقعہ اس قسم کا پیش آتا رہا ہے کہ مرنے کے بعد کسی نے زندہ کو مرنے کے بعد کا حال بتایا اور دوبارہ مر گیا۔

اے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والی عورتو! اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو' وہ بھی ایک عورت تھی تم بھی عورت ہو' جب وہ اللہ کے عتاب سے نہیں بچ سکی تو تم کیسے بچ سکتی ہو؟ اس لئے فوراً تائب ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے امید رکھو۔" (تین گناہگار عورتیں)

اب یہ بھی سن لو! کہ پردہ کس کس مرد سے فرض ہے۔ اس کے لئے مختصر طور پر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہر وہ مرد جس سے کسی نہ کسی وقت نکاح ہو سکتا ہو' اس سے پردہ فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے (پردہ کن مردوں سے نہیں ہوتا) اس کا تذکرہ قرآن پاک میں فرمایا کاش! آج کی عورت اللہ کے کلام پاک کو سمجھنے کی فکر کرے۔

اس آیت مبارکہ میں ۱۲ شخصوں کا ذکر ہے جن سے عورت کو پردہ فرض نہیں ہے' اس کے علاوہ جتنے بھی مرد ہیں ان سب سے پردہ فرض ہے:

(۱) شوہر (اس سے تو کسی چیز کا اخفاً واجب نہیں)' (۲) اپنے باپ' دادا' نانا' چچا اور ماموں بھی داخل ہیں' (۳) اپنے شوہر کے باپ سے کیونکہ (شوہر کا باپ بمنزلہ تمہارے باپ کے ہیں)' (۴) یا اپنے بیٹوں کے سامنے اس میں پوتا اور نواسہ بھی داخل ہیں' (۵) اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے (جو دوسری بیوی سے ہوں)' داماد کا بھی یہی حکم ہے یعنی وہ شخص جو ہمیشہ کے لئے حرام ہو' (۶) بھائی' (۷) بھتیجا' (۸) بھانجا (یہ سب بمنزلہ اولاد کے ہیں) (۹) مسلمان عورتیں یا اپنی خاص خدمت گزار عورتوں کے سامنے (اپنی زیب و زینت ظاہر کر سکتی ہے البتہ کافر عورتوں کے سامنے سر بازو اور پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہے)' (۱۰) غلام و باندیاں (اگرچہ وہ نامحرم ہوں اس کے سامنے آنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس سے کوئی خطرہ نہ ہو)' (۱۱) وہ مرد جو محض کھانے پینے کے واسطہ رہتا ہو طفیلی طور پر اور اس کو بوجہ حواس درست نہ ہونے کے عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو یعنی ایسا مدہوش جسے عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہ ہو' (۱۲) ایسا چھوٹا بچہ جس کو ابھی یہ سمجھ ہی نہیں ہے کہ عورت کیا چیز ہے یا اگر وہ بچہ ایسا ہے کہ اسے عورتوں کے احوال کے بارہ میں خبر ہو تو اس سے بھی پردہ ضروری ہے۔

یہ تمام احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا: "اے ایمان والو! اگر تم سے ان احکام میں کوتاہی ہو جائے تو اللہ کے سامنے توبہ و استغفار کرو اور امید رکھو کہ تم فلاح پا جاؤ گے۔" کیونکہ

غفلت اور معصیت کے بعد فلاح کا ذریعہ صرف توبہ و استغفار ہے حق تعالیٰ شانہ نے اپنی رحمت سے گناہگار کو توبہ کا حکم فرمایا تاکہ وہ آخرت کی رسوائی سے بچ سکے۔

اب ان تمام قرآن و سنت کے واضح اور روشن دلائل کے بعد بھی اعراض و انحراف وہی عورت کر سکتی ہے جو اپنے دین و دنیا کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنے پر راضی ہے۔ پردہ کے ترک کرنے کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں جو کہ قابل اصلاح ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمالیا جائے:

(۱)...... بعض عورتیں یہ کہہ کر پردہ کے حکم کو رد کر دیتی ہیں کہ حج کے موقع پر تو عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے جبکہ وہ اتنا عظیم رکن ہے جب اس موقع پر عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے تو عام وقت میں کس طرح یہ چیز کھولنا نامحرم کے سامنے غلط ہو سکتا ہے؟ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ایسا وہی عورت کر سکتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں مانتی قرآن و سنت کے اتنے واضح اور روشن پردہ کے حکم کے سامنے اپنا من مانا خیال ظاہر کرتی ہے، قرآن و سنت کے اتنے واضح دلائل کے سامنے (جو آپ نے پہلے دیکھ لئے) حج کے موقع پر چہرہ کھلا رکھنے کا حکم پردہ کے منافی نہیں ہے باحیا عورتیں وہاں پر بھی اپنا چہرہ اس طرح سے چھپاتی ہیں کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگنے پائے۔

(۲)...... بعض عورتیں اپنے خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد الخ (جتنے بھی زاد ہیں سب کو شمار کر لیا جائے) ان سے پردہ کرنے کو ضروری نہیں سمجھتی ہیں کہتی ہیں یہ تو ہمارے بھائی ہیں بھائیوں سے کیا پردہ (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہ بھی قابل اصلاح ہے، آج کی مسلمان عورتوں کی عقلوں پر قرآن کی تعلیمات چھوڑنے کی وجہ سے ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ ان کو اتنی موٹی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بھئی یہ کیسے بھائی ہیں جن کے بھائی ہونے کا تم دعویٰ کرتی ہو اور پھر بعد میں ان سے نکاح بھی کر لیتی ہو، کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کر سکتی ہے۔

(۳)...... بعض عورتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا خاندان تو بہت پارسا اور پاکدامن ہے لہٰذا ہمارے یہاں تو کوئی بدکاری آ ہی نہیں سکتی، لہٰذا ہمیں تو پردہ کی ضرورت نہیں یہ بھی قابل اصلاح ہے قرآن میں مذکور ہے: "اور مسلمان عورتوں سے کوئی کام کی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔" یہ خطاب کس کو ہے سائل کون تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے بارہ میں خود قرآن کا اعلان ہے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ اور مسئولات کون تھیں امہات المومنین ازواج مطہرات جن کی تطہیر کے بارہ میں خود قرآن اعلان کرتا ہے: "اللہ ارادہ کرتے ہیں کہ ظاہری اور باطنی گندگی کو تم سے دور کردے اور تم کو خوب پاک اور ستھرا کردے۔" یہ خطاب اگرچہ ازواج مطہرات کو ہے مگر تمام عورتیں اس میں شامل ہیں، مقصود یہ ہے کہ جب وہ عورتیں (ازواج مطہرات) پردہ کے حکم سے مستثنیٰ نہیں تو ہم کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

(۴)...... جو مرد نامحرم گھر کے اندر رہتے ہیں عورتیں ان سے پردہ کرنے کو ضروری نہیں سمجھتیں اور ان کے سامنے کھلے عام سر وغیرہ کھول کر پھرتی ہیں یہ بھی قابل اصلاح ہے ایسے نامحرم مرد جو گھر میں ہی رہتے ہوں تو ان کے سامنے بڑی سی چادر اوڑھ کر پھریں تاکہ جسم وغیرہ اور بال چھپ جائیں باحیا اور شریف عورت کے لئے اس طرح کا طرز عمل اختیار کرنا کوئی مشکل نہیں بشرطیکہ آخرت کی فکر ہو، خوف خدا ہو۔ اللہ آج کی عورتوں کو قرآن کا فہم نصیب فرمائیں اور ان کو بے پردگی سے اپنی عزت و آبرو کو کھولنے سے محفوظ فرمائیں (آمین یا رب العالمین)

(۵)...... بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ پردہ کی صورت میں تو عورت ترقی ہی نہیں کر سکتی، یہ نظریہ ہی سراسر احکام شریعت سے بے بہرہ ہونے اور نفس کی شرارت پر مبنی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عورت نے آج تک نہ دنیا کو فتح کیا ہے نہ فتح کرنا اس کا کام ہے اور نہ ہی اس کا نظام چلانا عورت کا کام ہے، بلکہ عورت کا اصل دائرہ کار تو اس کا گھر ہے۔ عورت کا کام تو بیٹی کی صورت میں والدین کی خدمت اور بیوی کی صورت میں شوہر کی خدمت اور اس کے گھر، مال و دولت کی حفاظت اور ماں کی صورت میں بچوں کی پرورش اور تربیت و دیکھ بھال کرنا ہے۔ اور یہی عورت کی فطرت کے عین موافق ہے۔ سن لو! اور یہ بات تو طے ہے کہ انسان خدا کی بنائی دنیا سے ہٹ کر اپنے لئے کوئی دوسری دنیا نہیں بنا سکتا، اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اسی دنیا کے ساتھ مطابقت کرے۔ اگر وہ فطرت کی شاہراہ کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی دوسری شاہراہ بنانا چاہے گا تو وہ صرف ناکامی و بربادی پر ختم ہو گا اس کے سوا اس کا

باقی صفحہ ۱۸ پر

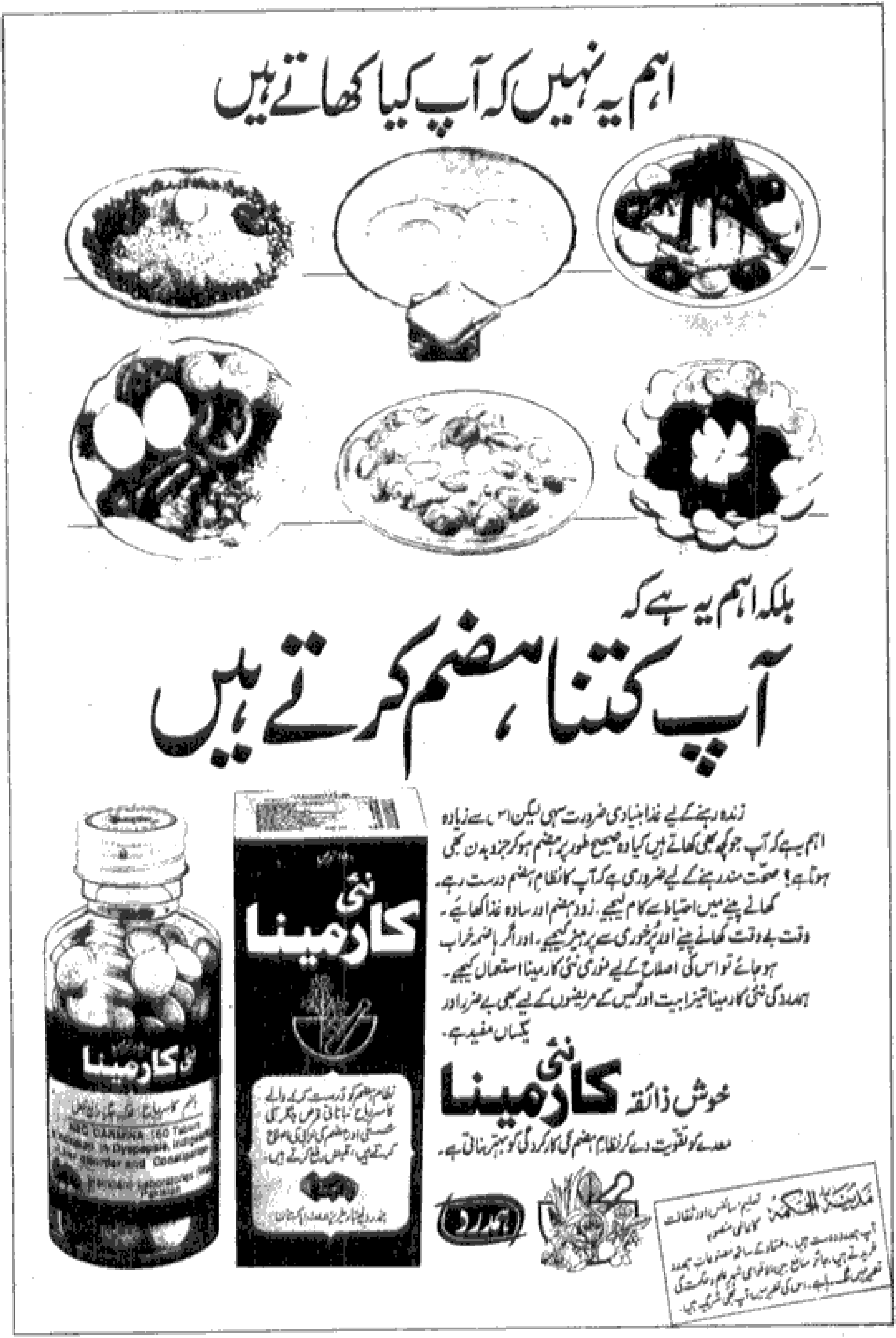

Adarts-HMD/CAR-13/95

قسط نمبر ۶

پروفیسر منزہ خانم

رسولِ آخرینؐ کا اندازِ گفتگو

وفود سے معاملات کے تناظر میں

جس سے آپ بالکل نڈھال ہو کر فرش زمین پر گر گئے۔ اس پر بھی ان ظالموں نے بس نہ کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے نیچے ہاتھ رکھ کر اوپر اٹھایا اور پھر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خستہ حالت میں وہاں سے مکہ واپس لوٹے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ آج وہی لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر اسلام کی پناہ لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہم اندر آنا چاہتے ہیں' ہمیں اجازت دیں اور ان کا سردار آج بھی وہی عبدیالیل تھا۔ وفد کی آمد سے پہلے ان کا ایک نہایت معزز سردار عروہ بن مسعود جو صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کا ترجمان اور نمائندہ تھا' وہ اکیلا ہی حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا۔ واپسی پر اس نے ضد کی کہ مجھ پر میرا قبیلہ جان چھڑکتا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے دعوتی مشن کو جاری رکھوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے روکا' لیکن اس کے بار بار اصرار پر اسے اجازت دے دی۔ وہ جونہی اپنے قبیلہ میں واپس پہنچا تو اس نے اپنے اسلام کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ سب کو اسلام قبول کرنے کی تلقین کی اس پر قبیلے والوں نے ان کو نماز کی حالت میں ہی قتل کر دیا۔

ان حالات میں وفد ثقیف کا اسلام کی خاطر مدینہ منورہ حاضر ہونا' حضور اکرم ﷺ کے دعوتی مشن کی نہایت شاندار کامیابی تھی۔ یہ وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت رمضان سن ۹ ہجری میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ یہ وفد ۱۹ افراد پر مشتمل تھا' اس میں ہر قبیلے کے بااثر اور صاحب حیثیت نمائندے موجود تھے' جن کو عبدیالیل اپنے ساتھ لیکر آیا تھا تاکہ ہر قسم کا تحفظ اور تعاون حاصل رہے' کیونکہ انہیں اپنی گزشتہ زیادتیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے اس بات کا خدشہ تھا کہ ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔ وہ لوگ اس وقت تک حضور اکرم ﷺ کی شان کریمی کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے تاہم یہ لوگ ظہر کی نماز کے وقت پہنچے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہمیں مسجد کے صحن میں ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ ان کو وہیں جگہ دی گئی۔ تاکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی سن سکیں' حضور اکرم ﷺ کو ان کے آنے کی بہت خوشی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وفد کے درمیان ترجمانی کا فریضہ خالد بن سعید بن العاص نے انجام دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے قوم ثقیف کو ان کے علاقے اور مال' جائیداد کے بارے میں خالد سے دستاویز بھی تحریر کروائی۔ وہ لوگ جو طائف میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ زیادتیاں اور گستاخیاں کر چکے تھے۔ انہیں ردعمل کے طور پر اپنے خلاف انتقامی کارروائی کا خدشہ تھا' اس لئے وہ ہر بات میں بہت محتاط تھے۔ کھانے پینے کی اشیاء کو وہ اس وقت تک ہاتھ نہیں لگاتے تھے جب تک خالد کچھ کھا پی نہیں لیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا طرز تکلم اور انداز گفتگو ان کے ساتھ نہایت مشفقانہ اور ہمدردانہ تھا۔ دوران گفتگو وفد نے مطالبہ کیا کہ لات بت کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے انکار کیا' تو انہوں نے دو سال اور پھر ایک سال تک کا مطالبہ کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل انکار کیا۔ آخر میں ایک ماہ کی مہلت چاہی تو آپ نے اسے بھی رد کر دیا۔ البتہ یہ بات مان لی کہ ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ ان کے ساتھ جا کر خود توڑیں گے۔ وفد نے نماز کی بھی معافی چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جس مذہب میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں) انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ہمیں جہاد اور زکوٰۃ سے رخصت دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ شرط قبول فرمائی اور فرمایا کہ اسلام کی خوبیوں سے متاثر ہو کر یہ لوگ خود بخود ان پر عمل کرنے لگیں گے۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضرت عثمان بن العاص کو ان کا امام مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ "نماز اس طرح پڑھانا کہ اپنے پیچھے بوڑھے' کمزور' بیمار بچے اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنا" (ابن ہشام السیرۃ النبویہ)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے ان کے ساتھ جا کر بت کو پاش پاش کر دیا۔ بت کے اندر رکھی ہوئی بہت سی دولت بھی ہاتھ لگی۔

وفود کا یہ سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف تک جاری رہا۔ لوگ خدمت اقدس میں ہو کر اسلام قبول کرتے' دین سیکھتے' دینی معلومات اور دین کی سمجھ حاصل کرتے' مسائل معلوم کرتے' شکوک و شبہات اور اعتراضات کا تسلی بخش جواب حاصل کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا مشاہدہ کرتے اور آپ کے اصحاب

کرامؓ کی صحبت و معیت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اکثر مسجد نبوی کے صحن میں ان کے لئے خیمہ لگادیا جاتا' وہ وہیں قیام کرتے' قرآن مجید کی تلاوت سنتے' مسلمانوں کو نماز پڑھتا ہوا دیکھتے اور ان کے دل میں جو کچھ آتا وہ بڑی سادگی اور صفائی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی بلاغت اور حکمت کے ساتھ اس کا جواب عنایت فرماتے اوّر قرآن مجید سے اس کی دلیل اور تصدیق فرماتے۔ اس سے ان کا ایمان پختہ ہوتا اور دلی اطمینان نصیب ہوتا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور نورانی گفتگو سے بہت متاثر ہوتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفود کو رخصت کرتے وقت ان کے ساتھ نہایت عمدہ معاملت کا مظاہرہ فرماتے تھے' انھیں ہدایا اور تحائف سے بھی نوازتے تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "تحفے دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے" اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جس قسم کا آدمی آیا اس کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق اس کو تحائف سے ضرور نوازا۔ تحائف سے آدمی کی عظمت و شخصیت اجاگر ہوتی ہے اور انسان تالیف قلوب سے "نیکی زبان کاٹ دیتی ہے" کا مصداق بن جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس ان ملکی' مذہبی وفود کی خاطرمدارت کرتے تھے اور ان کے لئے حسب حاجت وظائف اور سفر کے اخراجات ادا فرماتے تھے۔ قبائل پر اور مختلف اقوام پر اس کا بہت اثر پڑتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان وفود کا اس قدر لحاظ فرماتے تھے کہ وصال شریف سے چند دن قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری وصیتیں فرمائی تھیں ان میں یہ بھی تھی "جس طرح میں وفود کو عطیہ دیا کرتا ہوں تم بھی اسی طرح دیا کرو" ان تمام باتوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم میں وفود' سفراء اور معززین اقوام کا کیا مقام تھا' اور آپؐ ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار فرماتے تھے اور ان کے ادب و احترام اور مراتب کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ (حوالہ جات: الطبقات الکبریٰ' ابن سعد' تاریخ ابن خلدون' ابن ہشام السیرۃ النبویہ' مسند احمد' ابن قیم' بخاری و مسلم وغیرہم)

○

تبصرہ کتب

نوٹ: تبصرہ کتب کے لئے ہر کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے............(ادارہ)

نام کتاب: کیاامریکہ جیت گیا؟
ترتیب و تحقیق: جناب محمد متین خالد
ضخامت: ۳۸۸ صفحات
قیمت: ۲۰۰ روپے
ناشر: علم و عرفان پبلشرز' اردو بازار لاہور

ایمان پرور' فکر انگیز اور انکشافاتی تاریخی تحریروں پر مشتمل "کیاامریکہ جیت گیا؟" فاضل نوجوان جناب محمد متین خالد کی تازہ تصنیف ہے۔ اس سے پیشتر وہ "ثبوت حاضر ہیں" اور "غداری پاکستان" ایسی شہرۂ آفاق کتابیں لکھ کر علمی و تحقیقی میدان میں اہل علم و دانش سے داد و تحسین حاصل کرچکے ہیں۔ زیر نظر کتاب پاکستان میں آج تک رونما ہونے والے توہین رسالت ﷺ کے تمام واقعات اس پر مسلمانوں کی لاتعلقی' بے حسی' بے توجہی اور مجرمانہ خاموشی کے دلخراش نوحے' پاکستان میں قانون توہین رسالت ﷺ پر عملدر آمد کے خاتمے اور اس سلسلہ میں پاکستانی مسلمانوں کی شکست کی المناک کہانی کی تفصیلات پر مبنی ہے۔

ایک مضمون نگار کے مطابق "گزشتہ اور موجودہ حکمرانوں کے مختلف اقدامات سے اس بات کی بو آتی ہے کہ وہ امریکہ کی خواہش پر قانون توہین رسالت ﷺ میں تبدیلی کے لئے ذہنی طور پر مکمل تیار ہوچکے ہیں لیکن وہ اس تبدیلی سے در پیش آنے والے خطرات سے بھی گھبراتے ہیں کہ کہیں عوام انہیں اقتدار سے باہر نہ پھینک دیں۔ لہٰذا انہوں نے یہ چال چلی کہ ملک کے تمام ڈپٹی کمشنر حضرات کو زبانی طور پر ہدایات جاری کیں کہ آئندہ شان رسالت ﷺ میں گستاخی کا واقعہ پیش آنے کے باوجود کسی ملزم کے خلاف بھی مقدمہ درج نہ کیا جائے اور اگر مسلمانوں کے پرزور احتجاج و ہڑتال کے پیش نظر اور حالات کو کنٹرول کرنے کی خاطر' بادل ناخواستہ مقدمہ درج کر بھی لیا جائے تو اس بات کی پوری کوشش کی جائے کہ ملزم جلد از جلد ضمانت پر رہا ہوجائے۔ اس دوران اگر ملزم بیرون ملک جانا چاہے تو اسے تمام تر سہولتیں مہیا کی جائیں اور اسے باعزت طور پر رہا کروانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ قصہ مختصر یہ کہ اب امریکہ کے دباؤ پر ہر حکومت یہ فیصلہ کرچکی ہے کہ آئندہ قانون توہین رسالت ﷺ کے تحت کسی بھی ملزم کو سزا نہیں ملے گی۔ رہا مسلمانوں کا رد عمل تو اس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ مسلمان ایمانی طور پر بے حد کمزور ہوچکا ہے۔ اس کا رشتہ نبی کریم ﷺ سے تقریباً کٹ چکا ہے۔"

اس کتاب میں ۳۰ سے زائد اہل علم حضرات کے علمی' تحقیقی اور فکری مضامین شامل ہیں۔ جن میں جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی' سید ابوالاعلیٰ مودودی' ڈاکٹر اسرار احمد' ڈاکٹر سرفراز نعیمی' محمد عطاءاللہ صدیقی' حامد میر' جمیل احمد عدیل' ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ'

باقی صفحہ ۱۸ پر

آزاد کشمیر کی ڈائری

آزاد کشمیر میں مرزائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں عروج پر ہیں

۱۴/ مئی بروز جمعۃ المبارک کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا مفتی خالد میر نے آزاد کشمیر کا تبلیغی دورہ کیا ابتدائی مرحلے میں ضلع میرپور، ضلع کوٹلی اور تحصیل ہتہ پانی کا دورہ کیا۔ جہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں ایک عرصہ سے جاری ہیں' اس دورے میں مبلغین نے زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں' علماً کرام ور عسکری کمانڈروں سے ملاقاتیں کیں' لٹریچر تقسیم کیا اور میرپور میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب بھی کیا۔

جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی احسان احمد اور مفتی خالد میر نے علماً پر زور دیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کا پرچار کریں تاکہ سادہ لوح اور معصوم عوام کے ایمان کا تحفظ ہو اور مرزائیوں کے باطل عقائد سے عوام باخبر ہوں۔ قاضی احسان احمد نے جامعہ عربیہ میں اپنے خطاب میں واضح کیا کہ آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس عملاً نافذ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ لہٰذا آزاد کشمیر میں بلاتاخیر امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ کیا جائے۔ مبلغین نے ضلع میرپور اور کوٹلی کے جن علماً سے تفصیلی ملاقاتیں کیں ان میں جامعہ عربیہ فی نو کے مہتمم مولانا مفتی یونس' ناظم مدرسہ مولانا قاری محمد رفیق مدرسہ عربیہ اور طلباً شامل ہیں۔ مبلغین نے طلباً کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سمجھنے اور اس کے لئے کام کرنے پر زور دیا' ان کے علاوہ مدرسہ علم الدین کے مہتمم مولانا صدر دین' مکی مسجد کے خطیب قاری گلزار احمد' جامعہ عائشہ صدیقہ کے مہتمم مولانا عبدالغفور کے علاوہ مفتی اویس خان' مولانا مبشر خطیب مسجد خلفاً راشدین' مولانا صوفی محمد اقبال خطیب پولیس لائن سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ علماً کرام نے آزاد کشمیر میں مجلس کا دفتر قائم کرنے اور لٹریچر فراہم کرنے پر زور دیا۔ مفتی اویس خان صاحب نے میرپور میں فی الفور دفتر قائم کرنے اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

کوٹلی میں غوثیہ مسجد کے خطیب قاری امتیاز حسین' حافظ محمد رشید' البلال کالج کوٹلی کے خطیب قاری افضل حسین' ہتہ پانی میں قاری عبدالباسط' ماسٹر محمد آصف اور مولانا افتخار ملک سے تفصیلی ملاقاتیں کیں اور لٹریچر فراہم کیا۔ آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس عملاً نافذ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی سرعام سرگرم ہیں اور سرکاری ملازمتوں میں ان کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو اپنے اپنے مقام پر اپنے فاسد عقائد کے پرچار میں مصروف ہیں' میرپور میں مری گاؤں میں قادیانیوں اور مسلمانوں میں رشتہ داریاں ہیں' اور وہ زندگی کے ہر شعبے میں ایک دوسرے کے برابر کے شریک ہیں۔ اسی طرح ایک صنعتی شعبے میں ایک مسلمان کے علاوہ باقی تمام لیبر مرزائی ہیں' ضلع میرپور میں صرف بجلی کے شعبہ میں چالیس سے زائد ملازمین مرزائی سرکاری ملازمت کرتے ہیں' ایک گرلز ہائی اسکول میں تیس مسلمان استانیوں کے سوا باقی دس مرزائی استانیاں ہیں' البلال کالج کوٹلی کے خطیب قاری فضل حسین صاحب نے کہا کہ تعلیم ابتدا ہے اور جہاد انتہا ہے۔ قادیانیوں کو محکمہ تعلیم اور فوج سے بر طرف کیا جائے کیونکہ مرزائی جہاد کے منکر ہیں اور تعلیم کے شعبے میں یہ اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں اور مسلمان بچوں کے عقائد خراب کرتے ہیں۔

ضلع کوٹلی میں ڈسٹرکٹ ہسپتال میں چار سینئر ڈاکٹر ہیں' ان میں شاہ محمد سرجن ڈاکٹر بہت سرگرم ہے اور اپنے اخلاق کو ڈھال کے طور پر استعمال کرتا ہے' ہتہ پانی کے شمال مشرق میں عین بارڈر پر گوئی نامی ایک قصبہ ہے' جہاں تمام قادیانی ہیں اور یہ گوئی نامی گاؤں آزاد کشمیر میں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے' جہاں ڈش کے علاوہ ان کے تعلیمی ادارے بھی چل رہے ہیں۔ جہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں کھلے عام ہیں' مساجد میں اسپیکر پر اذان دی جاتی ہے' تبلیغ کی جاتی ہے اور لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ان علاقوں کے علماً کو لٹریچر فراہم کر دیا گیا ہے' آزادی کے اس بیس کیمپ میں اگر قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکا نہ گیا تو مستقبل قریب میں ان کی سرگرمیاں تحریک آزادی کشمیر کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گی۔

وفاقی حکومت کو آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا چاہئے اور آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس فی الفور نافذ کرنا چاہئے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ عباسپور میں مبلغین نے مولانا اشفاق احمد اور مولانا مفتی محمد حسین چشتی امیر جمعیت علماً جموں و کشمیر سے بھی ملاقات کی اور آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور ان کے سدباب پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

چودھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۸ اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت

35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یو کے

فون: 0171-737-8199